ناول

# محبت کا دیا جلاتی

www.novelsjahan.com

رفعت سراج

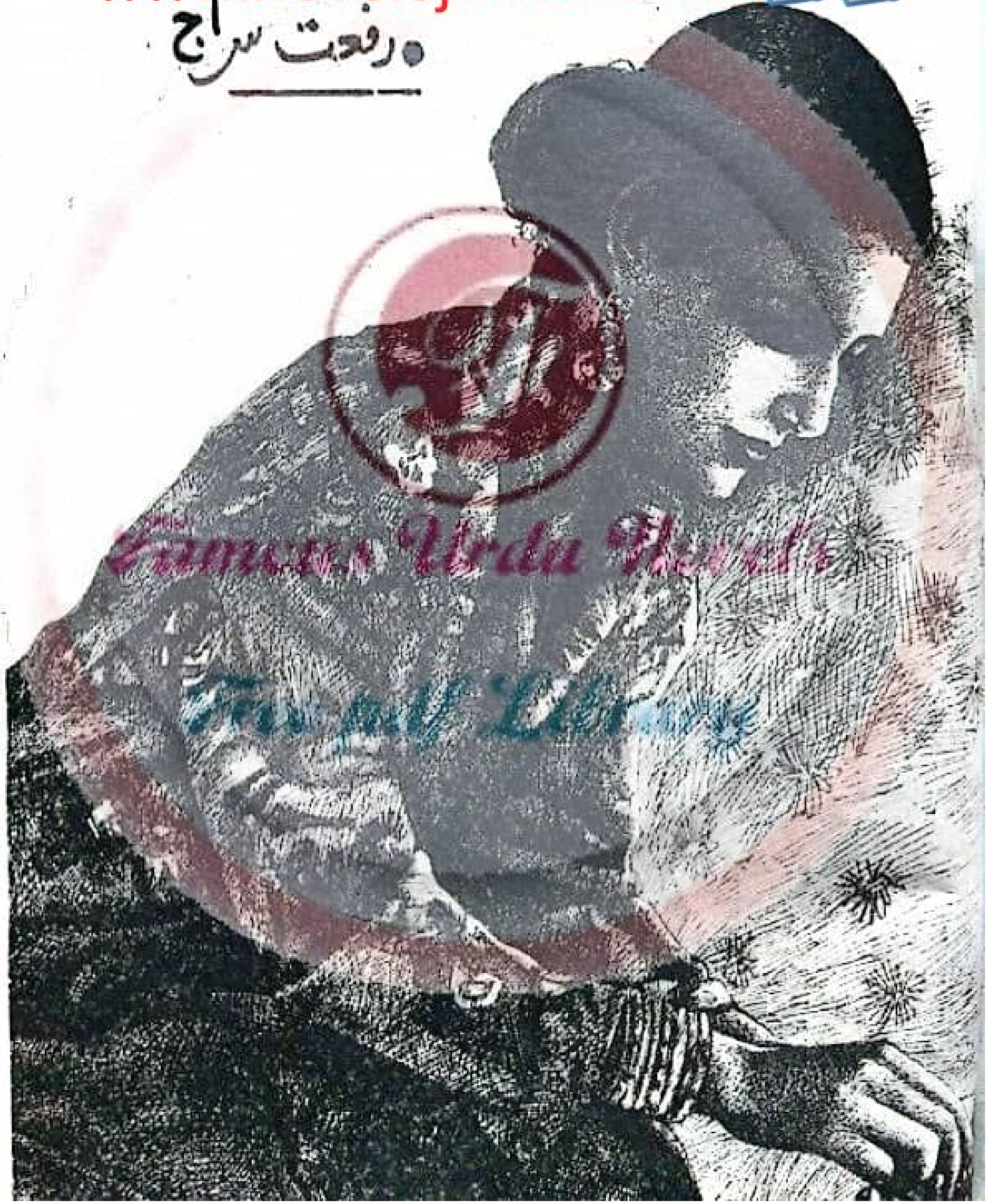

"امپاسبل ماما یہ نہیں ہو سکتا۔ جب آپ خود کہہ رہی ہیں عیشا کی نہ صرف عادات بچوں جیسی ہیں بلکہ وہ خود بھی ایک بچی جیسی ہے' پھر سوچیں ذرا وہ مجھ جیسے شخص کے ساتھ سوٹ کرے گی۔ میں کچھ نہیں جانتا۔ آپ پاپا سے کہہ دیں کہ وہ اپنا فیصلہ بدل دیں ورنہ۔"

وہ غصے کی حالت میں اضطراری انداز میں کمرے میں ٹہل رہا تھا اور اس کی ماما جو مسز شریح کہلاتی تھیں فوراً بولی۔

"تو ثوبان ڈارلنگ میں کب خوش ہوں اس فیصلے سے لیکن یہ تمہارے پاپا کی ضد ہے' انہیں بھی اب یہ سب دس برس بعد یاد آیا ہے جبکہ میں تو عرصہ ہوا بھول چکی تھی کہ ہم نے اپنے بیٹے کو اس کی پھپھو زاد سے منسوب کرنے کی حماقت کی تھی۔ میں تو خود آج کل تمہارے لیے لڑکیاں دیکھ رہی ہوں بلکہ اس سلسلے میں مسز رشدی کی اسرا کو تمہارے لیے پسند بھی کر چکی ہوں۔"

مسز شریح نے اپنے کندھوں سے اوپر سیٹ کئے بالوں کو جھٹکتے ہوئے اسے اطلاع دی تو ثوبان شریح مزید چونک کر ماں کو دیکھنے لگا۔

"شک نہ شد دو شد۔" پھر قطعیت سے بولا۔

"ماما لسن نو' میں شادی اپنی مرضی سے کروں گا' آپ فی الحال میری شادی کی فکر چھوڑ دیں۔ ابھی مجھے لائف انجوائے کرنی ہے پھر اپنا کیریئر بنانا ہے۔ مجھے اپنے لیے کوئی لڑکی پسند آ گئی تو میں آپ کو انفارم کر دوں گا۔ مگر ابھی مجھے اس بارے میں کچھ نہیں سننا۔"

اس کی سنجیدگی پر مسز شریح بے چینی کا مظاہرہ کرتے ہوئے فوراً گویا ہوئیں۔

"اوکے --- اوکے ڈارلنگ شادی تمہاری مرضی اور پسند سے ہی ہو گی مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ بس تم اپنے باپ سے خود بات کر لو' وہ سمجھتے ہیں کہ ان کی بھانجی کا تم پر پہلا حق ہے۔ ساری عمر تمہارے پاپا نے اس کی ماں کی وجہ سے مجھے چین کا سانس نہیں لینے دیا۔ وہ عورت خود تو مر گئی مگر اب اپنی بیٹی کے ذریعے میرا رہا سہا سکون بھی برباد کرنے کا سامان کر گئی۔"

مسز شریح نے مصنوعی اشک شوئی کا مظاہرہ کیا تو ثوبان ایک دم چونک اٹھا۔ آج تک اس نے اپنی ماں کو غمزدہ بھی نہیں دیکھا تھا اور اب آنسو بہا رہی تھیں۔ اس نے تو ہمیشہ انہیں قہقہے لگاتے ہی دیکھا تھا۔ ان کے آنسو اسے پگھلا گئے تھے۔

"یو ڈونٹ وری ماما' میں پاپا سے بات کروں گا' یہ کوئی انصاف ہے۔ میں اس لڑکی کو جانتا تک نہیں ہوں۔ شاید ہی میں کبھی اس سے ملا ہوں۔ اگر وہ میری کزن ہے تو ہوا کرے اس کا مطلب یہ تو نہیں ہے کہ میں ود آؤٹ انڈر سٹینڈنگ شادی کر لوں گا' ناٹ اٹ آل ماما۔"

اس کے ایک دم جوش میں آنے سے مسز شریح کے چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ رینگ گئی۔ پھر انہوں نے بڑھ کر اس کی پیشانی چوم لی۔

"مائی سوئٹ ہارٹ' مجھے معلوم ہے تم اس کے ساتھ ایڈجسٹ نہیں کر سکتے' اس لیے میں تمہیں پہلے ہی انفارم کر رہی ہوں۔ تمہارے پاپا رات کو ڈنر پر تم سے اس سلسلے میں بات کرنے والے ہیں۔ زیادہ جوش میں آنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بس تم اپنے پاپا کو مناسب طریقے سے جواب دینا تاکہ وہ بات سمجھ جائیں اوکے۔"

اس کے کمرے سے نکلتے ہوئے مسز شریح نے اسے ہدایات دیں تو وہ پرسوچ انداز میں سر ہلا کر رہ گیا۔

---

ثوبان شریح خود اتنا بولڈ اور ایڈوانس تھا' ماں اصرار نہ بھی کرتی تو بھی وہ اپنے پاپا کے اس دقیانوسی فیصلے پر کبھی راضی نہ ہوتا۔ اسے تو پاپا کی طرف سے اس یک طرفہ فیصلے کا سن کر ہی حیرت ہو رہی تھی کہ اسے بچپن سے اب تک یعنی عمر کے تئیس چوبیس سال تک انہوں نے اسے اس کی

جو اس پر چھوڑ رکھا تھا اور زندگی کے خاص معاملے میں جو اس کی ذات سے وابستہ تھا' اس کے لیے وہ اس پر اپنی مرضی مسلط کرنا چاہتے تھے۔

اسے اپنی آزادی ابھی بہت عزیز تھی۔ وہ زندگی کے ہر لمحے کو اپنی مرضی سے گزارنے کا عادی تھا اور اسے شادی کے تصور سے ہی اپنی زندگی کا مزا کرکرا ہوتا محسوس ہو رہا تھا۔ اس نے اپنے پاپا سے دو ٹوک بات کرنے کا سوچ لیا تھا۔ پاپا کے شفیق رویوں اور بے پناہ محبتوں کے باوجود وہ ان سے کھل کر بات کرنا چاہتا تھا۔

---

رات کو حسب معمول ڈنر پر وہ صرف تینوں ہی تھے۔ کھانا کھاتے ہوئے ثوبان کئی بار پاپا کو منتظر نظروں سے دیکھ چکا تھا کہ شاید وہ خود ہی بات شروع کریں۔ آخر تھک کر اس نے خود ہی انھیں مخاطب کیا۔

"پاپا میں کچھ دنوں کے لیے آنٹی حمیرا کی طرف اسلام آباد جا رہا ہوں۔" اس نے معمول کے مطابق بغیر جھجکے اطلاع دی۔ شریح اور بیگم شریح دونوں میں سے کوئی بھی نہیں چونکا۔ کیونکہ اس کے پروگرام ایسے ہی آناً فاناً بنتے تھے۔

"مگر تم تو آفس جوائن کرنے والے تھے.... ہیں۔" شریح صاحب نے چند لمحوں بعد کہا۔

"پاپا جب تک آپ ہیں مجھے آفس کے جھنجٹ میں پڑنے کی کیا ضرورت ہے۔ انجوائے ایج تو یہی ہے۔ پھر تو ساری لائف اسی جھنجٹ میں ہی گزرے گی۔ ابھی مجھے زندگی انجوائے کرنے دیں۔" ان کے سگنلز دیکھنے پر اس نے فوراً پینترا بدلا۔ "آئی پرامس یو پاپا میں واپس آکر کوشش کروں گا کہ آفس کو ٹائم دوں۔" اس نے بڑی معصومیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے پاپا سے کہا اور اس کا یہی انداز تو ان دونوں کو بے بس کر دیتا تھا۔ اسی لیے اسے اپنی بات کبھی دوبارہ کہنے کی [illegible] ہوئی تھی۔ اس کی ہر خواہش' ہر ضد فوراً مانی جاتی تھی۔

"لو کے سویٹ ہارٹ اس بار یہ پرامس پرامس ہونا چاہیے لیکن جانے سے پہلے میں تمھیں کسی سے ملوانا چاہتا ہوں۔"

"کس سے؟" باپ کی رضامندی سے اس کے چہرے پر مزید بشاشت پھیل گئی تھی۔ مگر جلد ہی اس کی سنجیدگی میں وہ بشاشت معدوم ہو گئی تھی۔ اسے معلوم تھا پاپا اسے کس سے ملوانا چاہتے ہیں۔

"تمھاری مام نے تمھیں نیشا کے بارے میں بتایا ہوگا۔ اب وہ یہیں آگئی ہے۔ آئی مین اسی شہر میں فصیح کے گھر وہی رہے گی۔ میں چاہتا ہوں تم جانے سے پہلے اس سے ضرور مل لو شریح۔"

حسام صاحب نے تفصیل سے بتاتے ہوئے واضح کر دیا تھا کہ نیشا سے ملنا کتنا ضروری ہے جو اس کے بڑے تایا اور اپنے بڑے ماموں کے گھر میں قیام پذیر تھی۔ باپ کی بات کے جواب میں وہ باوجود کوشش کے اپنی بات کہتے ہوئے ہچکچا گیا۔

"جی.... پا.... ایسا کیا ضروری ہے۔ آئی مین اس سے پھر آکر بھی تو ملا جا سکتا ہے۔ اب تو وہ یہیں ہے۔"

"کیوں ضروری ہے؟ تمھیں تمھاری مما نے بتایا نہیں۔" انھوں نے بیوی کو حیرانگی سے دیکھتے ہوئے اس سے استفسار کیا۔

"مام نے جو بتایا ہے مجھے تو سن کر ہی حیرت ہو رہی ہے۔ پاپا آپ بھی اس طرح کے فیصلے کرتے ہیں۔ آئی کانٹ بلیو اٹ۔"

"کچھ فیصلوں کا اختیار اپنے پاس نہیں ہوتا ہے۔ وقت' حالات یا پھر شاید قسمت ہم سے کچھ باتیں اس طرح منوا لیتے ہیں کہ پھر ہم انھیں بدلنے کا سوچ بھی نہیں سکتے۔ تمھاری پھپھو کی زندگی میں یہ فیصلہ ہو گیا تھا۔ میں یہ کام اب جلد از جلد کرنا چاہتا ہوں۔ تم اب خود باشعور ہو گئے ہو یہ بات اچھی طرح سمجھ سکتے ہو کہ ایک ایسی لڑکی کو معاشرے میں تحفظ کیسے مل سکتا ہے۔ جس کے سر پر نہ والدین کا سایہ ہو اور نہ ہی کوئی بڑا ہو [illegible]

ہو۔ میری خواہش ہے کہ تم اب اسے اپنی ذات کا بھرپور تحفظ دو۔"

باپ کی بات پر بلکہ ان کے اٹل فیصلہ کن انداز پر اس کی ساری صلاحیتیں بیدار ہو گئیں۔ صاف گوئی اس کی اوّلین خصوصیت تھی۔

"پاپا آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں۔ جس لڑکی سے میں کبھی ملا نہیں ہوں' میں نے اسے دیکھا نہیں نہ ہی میری اس سے کوئی کمٹ منٹ ہے تو میں اس سے شادی کیسے کر سکتا ہوں۔ میرے لیے یہ سب ممکن نہیں ہے۔ آئی ایم سوری ٹو سے پاپا میں اپنا لائف پارٹنر خود چوز کروں گا۔"

اس نے سنجیدگی سے کہتے ہوئے کھانے سے بھی ہاتھ روک لیا۔

"میشا اچھی لڑکی ہے' تم کوشش کرو گے تو تمہاری اس سے انڈر اسٹینڈنگ بھی ہو جائے گی' تم سے دیکھو ملو تو سہی۔" انہوں نے نرم خوئی سے کہا۔

"میرے لیے ممکن نہیں ہے یہ سب۔ میں نے ساری زندگی ہمیشہ خود اپنے لیے چوائس کی ہے۔ اب میری زندگی کا اہم فیصلہ آپ نے اس طرح خود ہی کر دیا ہے۔ اٹس ناٹ فیئر پاپا' یا تو آپ مجھے شروع سے ہی خود سوچنا' فیصلہ کرنا' آگے بڑھنا نہ سکھاتے یا پھر آپ مجھے شعور کی دہلیز پر قدم رکھتے ہی یہ باور کرا دیتے کہ میرے فیوچر کی پلاننگ آپ نے اس طرح کر رکھی ہے۔ یہ تو اس لڑکی کے ساتھ بھی زیادتی ہوگی آپ نے اس سے اس کی پسندیدگی اور فیصلے کا حق چھین رکھا ہے۔"

اس نے سنجیدگی سے مفصل انداز میں اپنی بات واضح کی تو شریح حسام ہولے سے مسکرائے۔

"تمہاری پسند کو اولیت دی جائے گی۔ تم اس سے مل کر تو دیکھو' آئی ایم شیور وہ تمہیں پسند آئے گی آفٹر آل وہ تمہاری پھپھو زاد ہے۔"

"بات صرف پسند آنے کی نہیں ہے شریح' میشا اور سنی کا ایج ڈفرنس کتنا ہے۔ ابھی تو وہ سولہ برس کی بھی نہیں ہوئی۔ یہ عمر شادی کی نہیں ہوتی ہے' پھر بھابھی جان نے بھی مجھے بتایا ہے کہ میشا میں نارمل لڑکیوں والی کوئی بات ہی نہیں ہے اسے بالکل بچوں کی طرح ٹریٹ کرنا پڑتا ہے۔"

آخر بیگم شریح خود کو باپ بیٹے کے درمیان بولنے سے روک نہ سکیں' ان کے لہجے میں ناگواری سی تھی جسے باپ بیٹے دونوں نے محسوس کیا تھا۔

"تم خود ملی ہو میشا سے؟" ان کے استفسار پر وہ فوراً گڑبڑا گئیں۔

"نہیں ملی تو نہیں ہوں۔ مجھے ٹائم ہی نہیں ملا۔ نہ ہی وہ ادھر آئی ہے لیکن بھابی جان بھی تو غلط نہیں کہہ سکتیں۔ وہ ان کے پاس ہی تو رہ رہی ہے۔"

"خود ملنے پرکھنے سے پہلے کسی کے بارے میں اپنی رائے محفوظ رکھنا چاہیے۔" شریح حسام نے بیوی کو کچھ ایسی نظروں سے دیکھا کہ وہ ادھر ادھر دیکھنے لگیں۔

"بہرحال سنی تم کل صبح میشا سے ملنے اپنے پاپا کے گھر جا رہے ہو۔ آخری فیصلہ اس کے بعد ہی ہوگا --- کل شام کی فلائیٹ سے تمہاری سیٹ بک ہو جائے گی۔ صرف اسلام آباد یا کہیں اور بھی جانا ہے۔" انہوں نے قطعیت سے کہتے ہوئے اس کے پروگرام کے بارے میں پوچھا۔

"ابھی تو اسلام آباد تک جانے کا ہی پروگرام ہے۔ کہیں اور جانا ہوگا تو آپ کو انفارم کر دوں گا۔ مگر پاپا میں آپ سے ایک بات کلیئر کر رہا ہوں۔ میں میشا سے اے کزن تو مل لوں گا مگر اس سے زیادہ میں کچھ نہیں سوچ سکتا ہوں۔"

"اس بارے میں پھر بات کریں گے۔ اوکے وش یو گڈ نائٹ۔"

وہ آج سب سے پہلے اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ سنی کو لگا تھا پاپا کچھ ناراض ہو گئے ہیں مگر انہوں نے حسب معمول اپنے کمرے میں جانے سے پہلے



CS CamScanner

اس کی پیشانی چوم کر اس کا خدشہ دور کر دیا تھا۔ ذیان بھی مزید کچھ کہے بغیر اٹھ کر اپنے کمرے میں آ گیا تھا۔ لاڈلے اکلوتے بیٹے کے کام بیگم شریح اکثر خود کرتی تھیں۔ اپنی ایکٹویٹیز کے باوجود وہ سنی کا بے حد خیال رکھتی تھیں۔ کیونکہ وہی ان کی اندر چھپی ممتا کی تسکین کا واحد سہارا تھا۔ اب بھی وہ اسے رات کو وللن دودھ دینے خود آئی تھیں۔

"سنی تم نے اپنے پاپا کی بات اور فیصلہ سنا ہے؟ میں تمہاری ماں ہوں اس لیے میں یہ بہتر جانتی ہوں کہ وہ لڑکی نیشا تمہارے لیے سوٹ ایبل نہیں ہوگی۔ تمہیں اپنے پاپا سے کھل کر بات کرنی چاہیے۔ اگر تم ابھی نہیں تو دو تین سال بعد تو شادی کے بارے میں سوچو گے ہی تب بھی وہ اتنی میچور نہیں ہوگی کہ یہاں آ کر تمہارے ساتھ ایڈجسٹ ہو سکے۔ یا ہمارے لائف اسٹائل کو فالو کر سکے۔"

"آئی نو مام مگر پاپا نے ابھی مجھے صرف انفارم کیا ہے۔ اپنا فیصلہ نہیں سنایا اور نہ یہ وہ ایسا کر سکتے ہیں۔ وہ مجھے جانتے ہیں۔ میں پریشرائز نہیں ہو سکتا۔" سنی خاصا مطمئن تھا۔ اسے خود پر اعتماد تھا۔

"تو پھر تم کل نیشا سے ملنے جا رہے ہو؟"

"یس ماما وہ میری کزن تو ہے مجھے اس سے ملنا چاہیے۔ آپ پریشان نہ ہوں۔ کچھ نہیں ہوگا۔"

اس کے لاپرواہ انداز سے بیگم شریح مطمئن ہوگئی دراصل انہیں بھی اس بچپن کے رشتے سے شدید اختلاف تھا۔ وہ تو خود سنی کے لیے کسی الٹرا ماڈ لڑکی کو اس گھر میں لانا چاہتی تھیں جبکہ وہ جانتی تھیں نیشا ابھی تو ان سب باتوں سے نابلد ہوگی اور اسے ان باتوں سے مزین کرنے کے لیے کافی محنت درکار تھی جو ان کے بس کا کام نہیں تھا۔

اگلے دن صبح ناشتے کی میز پر شریح حسام نے بیٹے کو پھر سے ہدایات دیں کہ وہ نیشا سے جا کر ملے تو اسے نہ چاہتے ہوئے بھی وہاں جانے کے لیے تیاری کرنا پڑی۔

---

فصیح لاج میں نیشا کی آمد اس کے کزنز کے لیے خاصی دلچسپ تھی۔ فصیح حسام اور شریح حسام دو بھائی اور ایک بہن رومانہ تھی۔ شریح حسام کا ایک ہی بیٹا تھا ذیان جسے پیار سے سنی کہتے تھے جبکہ فصیح حسام کی تین بیٹیاں مائرہ' زائرہ' رمیا اور دو بیٹے آزر اور فراز تھے جبکہ رومانہ چار سال پہلے جب نیشا چھٹی کلاس میں تھی تب اللہ کو پیاری ہو گئی تھی۔ رومانہ کے والد نے رومانہ کو ماں بن کر پالا تھا جب وہ میٹرک میں تھی کہ اس کے پاپا بھی اسے تنہا چھوڑ گئے۔ ددھیال میں سوائے ایک پھپھو کے اور کوئی نہ تھا۔ وہ بھی ملک سے باہر تھیں۔ چنانچہ مجبوراً اسے لاہور اپنے ماموں کے ہاں آ کر رہنا پڑا تھا۔

ماں کے بچپن میں ہی مرنے کی وجہ سے اس کے پاپا نے اسے اس قدر لاڈ پیار دیا تھا کہ وہ ابھی تک بچوں کی طرح رہ رہی تھی' کھیلتی' دوڑتی بھاگتی تھی۔ پاپا کے اچانک مرنے کی وجہ سے اسے مجبوراً ماموں کے ہاں رہنا تو پڑا تھا مگر ان کی بیگم کو شعور و آگہی کی طرف قدم بڑھاتی مگر بچپنا دکھاتی اس لڑکی کی ذمہ داری اٹھانا گوارا نہ تھی۔ حالانکہ اس کا باپ اس کے لیے اتنا کچھ چھوڑ گیا تھا کہ وہ آسانی سے بیٹھ کر کھا سکتی تھی لیکن بیگم فصیح کو اس سے خدا واسطے کا بیر تھا اس کی ایک بڑی وجہ تو یہ تھی کہ وہ خاندان کے سب سے چہیتے لڑکے سے بچپن سے ہی منسوب تھی۔ جس کے حسن اخلاق اور شائستگی کے سب ہی گرویدہ تھے جو نہ صرف حسن وجاہت کا منہ بولتا شاہکار تھا بلکہ اپنے باپ کی کروڑوں کی جائیداد کا تنہا وارث تھا۔

بیگم فصیح کو نیشا کا ہر انداز' ہر رویہ ذیان سے الٹ لگتا تھا۔ اپنی ماں کے برعکس ان کے بچوں کا رویہ نیشا سے بہت اچھا تھا۔ آزر فصیح تو اکثر اس کی حمایت میں بول بھی پڑتا تھا۔ اپنی حرکتیں چھپیس سال عمر میں اس نے ایسی معصوم ذہین لڑکی پہلی

بار دیکھی تھی جو اپنی ذہانت کو استعمال کرنا نہیں جانتی تھی۔

آذر فطرتاً بھی عیاش تھا اس لیے عیشا کی طرف اس کا مائل ہونا کوئی اچنبھے کی بات نہ تھی۔ عیشا کو ممانی اس لیے زیادہ پسند نہیں کرتی تھیں کہ ایک تو بڑے بیٹے کا رجحان اس کی طرف تھا مگر دوسرے وہ ان کے چھوٹے بچوں فراز اور زویا سے ہر بات میں بحث کرتی تھی۔

وہ دونوں عیشا سے چار پانچ سال چھوٹے تھے وہ اکثر ان کے ساتھ کھیل کود میں مصروف رہتی تھی ان کے ساتھ مل کر خوب ہلا گلا کیے رکھتی تھی۔ بیگم نصیح کا خیال تھا کہ چونکہ وہ بچوں سے بڑی ہے اس لیے اسے بڑا بن کر رہنا چاہیے مائرہ اور زائرہ اس کی باتوں کو خوب انجوائے کرتی تھیں۔

---

عیشا ناشتہ کرنے کے بعد دوبارہ آکر اپنے کمرے میں لیٹ گئی۔ دل بہت اداس ہو رہا تھا۔ بابا کی یاد شدت سے آرہی تھی۔ کل سے اس نے نہ بال بنائے' نہ ہی لباس بدلا تھا۔ آنکھوں پر بازو رکھے وہ بے دلی سے لیٹی تھی۔ تبھی زائرہ نے آکر اسے جھنجھوڑ ڈالا۔

"ڈیئر کزن عیشا تم سے کوئی ملنے آیا ہے۔" کسی کے آنے کا سنتے ہی وہ ہڑبڑا کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

"کون آیا ہے مجھ سے ملنے؟" اس نے پوری طرح آنکھیں کھول کر زائرہ کو دیکھا۔

"بوجھو تو جانیں۔" زائرہ نے شرارت سے کہتے ہوئے ہنس دی۔

"چھوٹے ماموں جان۔" اس کے لہجے میں بے پناہ خوشی تھی اور اس کی چمکتی آنکھیں اف ---- زائرہ اس کی آنکھوں کی روشنی پر ہی تو فدا تھی۔

"چچا جان نہیں ان کے اکلوتے بیٹے تم سے ملنے آئے ہیں۔" زائرہ نے کہا۔

"سنی بھائی۔" اس کے لہجے میں اب حیرت تھی۔

"یس سنی بھائی ---- ذرا جلدی میں ہیں تم ایسا کرو جلدی سے اپنا حلیہ درست کرو' وہ ڈیسنٹ بندے ہیں۔ تمہارے اس حلیے سے تمہارا ان پر خاک امپریشن پڑے گا۔ میں انھیں جا کر باتوں میں لگاتی ہوں جلدی آنا۔" زائرہ کے لہجے میں شرارت ٹپک رہی تھی اس کی بات پر وہ تنک کر بولی۔

"وہ مجھ سے ملنے آئے ہیں یا میرے حلیے سے۔ میں ایسے ہی ٹھیک ہوں۔" اس نے بگڑتے ہوئے جھک کر جوتا پاؤں میں ڈالا۔ بیڈ سے اپنا دوپٹہ اٹھا کر ایک کندھے پر لٹکایا۔ سیدھے ہوتے ہوئے آگے آئے چوٹی کو پیچھے جھٹکا تو اس کی نظر زائرہ کے پیچھے کھڑے نوجوان پر پڑ گئی جو بے نیازی سے کھڑا تھا۔

سنی کو واقعی عیشا نے اپیل نہیں کیا تھا اس کی تو تمام کزنز ایک سے بڑھ کر ایک الٹرا ماڈ اور ویل ڈریسڈ تھیں اور یہاں معاملہ ہی الٹا تھا۔ بے ترتیب د ملگجا حلیہ۔ منہ پھٹ' بے لحاظ سی لگی تھی اسے عیشا۔ عیشا نے کبھی خجل ہو کر سلام میں پہل کی۔

"السلام علیکم ---- آ ---- آپ سنی بھائی ہیں؟ پلیز بیٹھیں۔"

سنی کچھ حیران سا کرسی پر ٹکنے پر مجبور ہو گیا۔ ناچار اخلاق نبھاتے ہوئے سلام کا جواب بھی دے دیا۔ زائرہ معذرت کر کے چلی گئی۔ اس کے جاتے ہی عیشا بیڈ کے سرے پر ٹکتے ہوئے پوچھنے لگی۔

"آنٹی بھی آئی ہیں آپ کے ساتھ؟"

"نہیں' ماما بزی تھیں۔" وہ اسی کی طرف متوجہ تھا۔

"آپ کبھی ہماری طرف آئے نہیں۔ بابا جان آپ کا بہت ذکر کرتے تھے۔ اکثر آپ کو یاد کرتے تھے۔"

CamScanner

"مجھے ____؟" سنی کو اچنبھا ہوا۔

"اس وقت آپ کے سوا میرا مخاطب شاید کوئی اور نہیں ہے۔" میشا کے لبوں پر شریر مسکراہٹ مچل گئی تو سنی بھی مسکرا دیا۔

"لیکن مجھے تو یاد ہی نہیں ہے کہ میں کبھی ان سے ملا ہوں۔"

"ماموں جان آتے تھے آپ کے بارے میں بتاتے رہتے تھے۔ پھر ممی اور پاپا یہاں آتے رہتے تھے۔ سنا ہے آپ ہاسٹل میں رہے ہیں۔"

اس کی کسی بات میں سنی کو اب تک بچپنا نظر نہیں آیا تھا۔ وہ بہت اچھے طریقے سے نارمل انداز میں اس سے باتیں کر رہی تھی اور اس کے لہجے میں کچھ ایسی نرمی و نغمگی محسوس ہو رہی تھی جو مخاطب کو اپنی طرف کھینچ لیتی تھی۔

"کیا تم کبھی آئی تھیں یہاں؟" سنی نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں مجھے اچھا نہیں لگتا تھا۔" اس کے جواب نے سنی کو پوچھنے پر مجبور کر دیا۔

"کیوں؟"

"مجھے آپ سے جیلسی فیل ہوتی تھی۔ ممی ہر وقت آپ کی باتیں کرتی رہتی تھیں مجھے کہتی تھیں میں آپ کی طرح اچھی بچی بن جاؤں۔ اگر انہیں تنگ نہیں کروں گی تو وہ مجھے ماموں کے گھر لے کر جائیں گی۔ بس پھر میں ضد میں آ کر اور تنگ کرتی تھی اور وہ مجھے پاپا کے پاس چھوڑ کر آ جاتی تھیں۔"

اس کی چمکتی آنکھوں میں بیتے دنوں کے عکس جھلملا رہے تھے اور وہ بڑی معصومیت سے بتا رہی تھی۔ اپنی رو میں بتاتے بتاتے اس کی نظر سنی کے سنجیدہ چہرے پر پڑی تو فوراً بولی۔

"سوری سنی بھائی میں سمجھتی تھی آپ مجھ سے بہت چھوٹے ہوں گے۔"

"ممی باتیں بھی تو ایسی ہی کرتی تھیں۔ مجھے پتا ہی نہیں تھا آپ اتنے بڑے ہیں۔" اس نے معصومیت سے پلکیں جھپکتے ہوئے وضاحت کی تو سنی بھی ہنس دیا۔ ویسے بھی بار بار اس کے سنی بھائی کہنے سے اس کی ٹینشن ختم ہو گئی تھی۔ اسے یقین تھا اب پاپا کو سمجھانا مشکل نہیں ہوگا۔

"او کے کزن میں چلتا ہوں۔ مجھے ابھی گھر جا کر پیکنگ کروانی ہے۔"

"میں بھی چلوں آپ کے ساتھ؟" وہ کرسی سے اٹھا تو میشا بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔ پھر وہ حیرت سے اس کی بات سن کر کھڑا رہ گیا۔

"کہاں چلوں؟" سنی کے لہجے میں حیرت تھی جس پر وہ تھوڑی سی گڑبڑا کر وضاحت کرنے لگی۔

"نہیں.... میرا مطلب تھا آپ کے گھر۔" اس کی وضاحت سے سنی کی حیرت دور ہو گئی اور پرسوچ انداز میں اسے دیکھنے لگا۔

"رنگی بھائی یہاں بہت بوریت ہے۔" آنٹی نے نویا اور فراز کو ان کی پھپھو کے گھر بھیج دیا ہے۔ اب میرے ساتھ یہاں نہ کوئی کرکٹ کھیلتا ہے نہ ہی گھر سے باہر جانے کی پرمیشن ہے۔ رنگی آنٹی سوئیٹ ہیں نے دو دن سے چاکلیٹ بھی نہیں کھائی اور میں چاکلیٹ کے بغیر تو رہ ہی نہیں سکتی۔"

وہ بڑی اپنائیت اور رازداری سے بتا رہی تھی جبکہ سنی دل ہی دل میں اس کے بچکانہ انداز سوچ پر پیچ و تاب کھا رہا تھا۔ ابھی تک وہ اسے بالکل نارمل لگی تھی اور پھر ایک دم اس کا بچکانہ انداز۔ ماں کی باتیں اسے صحیح لگ رہی تھیں۔ نہ وہ خود میچور تھی اور نہ ہی اس کی باتیں۔

"تم ہمارے گھر میں زیادہ بور ہو گی کیونکہ میں آج اسلام آباد جا رہا ہوں۔ پاپا رات تک اپنے آفس میں ہوتے ہیں۔ ماما کی اپنی مصروفیات ہیں۔ وہاں تمہیں کمپنی دینے والا کوئی نہیں ہوگا سوائے نوکروں کے۔ اس لیے تم یہیں رہو۔ او کے گڈ بائے سل کزن۔"

سنی جیسے جان چھڑا کر بھاگا۔ میشا حیرت سے

بچے پردے کو دیکھتی رہ گئی۔ اس نے پہلے ہی سن رکھا تھا کہ سنی بھائی بڑے مغرور ہیں کسی کو خاطر میں نہیں لاتے۔ اب بھی شاید ماموں جان کے کہنے پر اس سے ملنے آگئے تھے۔ اسے سنی کا اس طرح جانا اچھا نہیں لگا تھا۔ اسے افسوس ہوا تھا۔ وہ زبردستی تھوڑی اس کے ساتھ جارہی تھی۔ لے جاتے تو جاتی۔ سنی کے رویے نے اسے افسردہ کر دیا تھا۔

---

سنی وہاں سے سیدھا اپنے پاپا کے آفس میں آگیا تھا۔ اس کا انداز حد سے زیادہ سنجیدہ تھا۔ شریح حسام اسے دیکھ کر چونکے ضرور تھے لیکن ظاہر نہیں کیا اور مسکراتے ہوئے کہا۔

"آؤ بیٹھو۔" ان دونوں میں دوستی تھی بہت بھی۔ شریح حسام نے کبھی بھی بلاوجہ اس پر رعب نہیں جھاڑا تھا۔

سنی کا موڈ حد سے زیادہ بگڑا ہوا تھا وہ فوراً بولا۔

"پاپا میں آپ سے کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔"

"میں سن رہا ہوں بولو۔" شریح حسام آرام سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئے۔

"پاپا میں یشا سے مل کر آرہا ہوں مجھے یقین ہی نہیں ہو رہا کہ وہ میری کزن ہوگی۔"

"کیوں یقین نہیں ہو رہا؟" شریح حسام نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پاپا وہ انتہائی عجیب لڑکی ہے۔ نہ اسے لباس پہننے کا سلیقہ ہے نہ بات کرنے کا۔ چودہ سال کی ہونے کے باوجود اس کے بات کرنے کا انداز کسی دس سالہ بچے کا سا ہے اور ابھی اس نے میٹرک پاس بھی نہیں کیا ہوگا۔ آپ مجھے کیوں اس سے شادی کرنے کو کہہ رہے ہیں۔۔۔ ناممکن میں ایسا سوچ بھی نہیں سکتا۔" بچی کے ساتھ شادی کرنے کا۔

"میں تمہیں مجبور نہیں کر رہا ہوں سنی تمہارے لیے ایک فیصلہ کیا گیا تھا تمہیں اس بارے میں بتایا گیا ہے تاکہ تم یشا کے بارے میں سوچو۔ لڑکیوں کو میچور ہونے میں وقت نہیں لگتا۔ وہ جلد ہی ایڈجسٹ ہو جاتی ہیں۔ ہم بھی کون سا ابھی تمہاری فوراً شادی کر رہے ہیں۔"

"مگر پاپا میں اس طرح کی ایڈجسٹمنٹ نہیں چاہتا آپ کو میری اور اس کی ایج ڈیفرنس تو دیکھنی چاہیے تھی وہ مجھ سے کتنی کم عمر ہے۔"

"میں تمہیں ابھی فوراً شادی کے لیے نہیں کہہ رہا ہوں۔ یشا کو ابھی پڑھنا ہے۔ کم از کم چار سال لگیں گے اسے اپنی تعلیم مکمل کرنے میں تم بھی اس وقت تک سیٹ ہو جاؤ گے۔"

"تو پھر جب وقت آئے گا تب دیکھیں گے آپ ابھی سے یہ شور کیوں کر رہے ہیں۔" وہ زچ ہوتے ہوئے بولا۔ کیونکہ شریح حسام کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ ہر حال میں یشا کو اپنی بہو بنانا چاہتے ہیں۔

"میں تمہاری منگنی کرنا چاہتا ہوں تاکہ یشا اور باقی لوگوں کو بتا دیا جائے خصوصاً" یشا کو۔ ویسے بھی ان حالات میں اسے کسی خاص رشتے کا تحفظ دینا ضروری ہے۔ تاکہ وہ خود کو کسی پر بوجھ نہ سمجھ سکے۔" شریح صاحب نے تفصیل سے اس کے سوال کا جواب دیا۔ ویسے بھی انہیں اندازہ ہو گیا تھا۔

"تو پاپا آپ اسے اپنے پرانے رشتے سے بھی تحفظ دے سکتے ہیں۔ نئے رشتے ضروری نہیں ہیں۔ میں یشا کے لیے اپنے دل میں تھوڑی سی بھی گنجائش نہیں پا رہا۔" اتنا کہہ کر وہ آفس سے نکل گیا۔

اکلوتا بیٹا' سدا کا ضدی' ہر پسند کی چیز حاصل کرنے آخر اس طرح کا رویہ تو اپنانا ہی تھا۔ وہ اسے غصے میں جاتا دیکھتے رہ گئے۔

گھر آتے ہی وہ ماں کے سامنے الٹ پڑا۔

"آپ اچھی طرح سن لیں مام میں کسی بھی حالت میں' کبھی بھی اس لڑکی سے شادی نہیں کروں گا' اگر پاپا نے اپنا فیصلہ نہیں بدلا تو پھر آپ

ان سے کہہ دیجئے گا کہ میں گھر چھوڑ دوں گا۔"

اس نے سنجیدگی سے دھمکی آمیز لہجے میں کہا تو بیگم شریح پریشانی سے اس کی طرف بڑھیں۔ وہ وارڈ روب سے اپنے کپڑے نکال نکال کر بے ترتیبی سے سوٹ کیس میں ٹھونس رہا تھا۔

"سنی! تم اپنے پاپا کے کئے کی سزا اپنی ماں کو دو گے؟ میرا کیا قصور ہے۔ میں تو تمہاری خوشی میں خوش ہوں تم کوئی لڑکی پسند تو کرو پھر تمہارے پاپا سے میں خود نمٹ لوں گی۔" وہ تو چاہتی ہی یہ تھیں۔

"تو پھر میں کیا کروں؟ آپ نے سنا ہے پاپا کیا کہہ رہے ہیں؟ وہ اس لڑکی سے میری منگنی کر کے ساری دنیا کو مجھ پر ہنسنے کا موقع دینا چاہتے ہیں۔ وہ میرے ساتھ سوٹ نہیں کرے گی۔ ماہرہ نے مجھے بتایا تھا وہ دو دو دن ڈریس چینج نہیں کرتی اور اس کی باتیں۔ میں ایسی کسی لڑکی کو لائف پارٹنر کیسے بنا سکتا ہوں۔۔۔ پاپا کو ہو کیا گیا تھا جو۔"

اس کا ترش انداز دیکھ کر وہ پریشان ہو گئیں وہ بے بسی سے کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولیں۔

"اب تمہارے پاپا کو کون سمجھائے' کوئی دھن سوار ہو جائے تو پوری کئے بنا چین ہی نہیں لیتے حالانکہ میں نے اس وقت بھی منع کیا تھا کہ ابھی اس بات کو رہنے دیں جب وقت آئے گا تب دیکھا جائے گا لیکن انہوں نے سنا ہی نہیں۔" وہ خود کو مظلوم ظاہر کرنے لگیں۔

"ٹھیک ہے اگر پاپا نے فیصلہ نہ بدلا تو میں آنٹی حمیرا کے پاس ہی ٹھیک ہوں۔ اس نے کپڑے اور اپنی چیزیں ٹھونس کر سوٹ کیس لاک کیا۔ ماں کو افسردہ دیکھ کر وہ ان کے قریب آ کر انہیں بانہوں کے مضبوط حصار میں لے کر تسلی آمیز انداز میں گویا ہوا۔

"مام ڈونٹ وری' میں جلدی آ جاؤں گا' میں جانتا ہوں پاپا مجھ سے بہت محبت کرتے ہیں وہ مجھے واپس بلا لیں گے اور میری بات بھی ضرور مان لیں گے۔ جانا تو مجھے پہلے ہی تھا میں آؤٹنگ کے لیے جا رہا ہوں۔ آپ ذرا پاپا کو سمجھا دیجئے گا۔"

---

اس کے جانے کے بعد دونوں میاں بیوی میں ایک جنگ سی چھڑ گئی۔ بیگم شریح بار بار بیٹے کی جدائی کا رونا رونے لگیں۔ شریح حسام خود بھی بیٹے سے شدید محبت کرتے تھے۔ اس سے زیادہ دن دور رہنا گوارا نہیں تھا مگر بہن سے کئے وعدے سے بھی بے چین رہنے لگے تھے۔

بہرحال انہیں کافی کشمکش کے بعد سنی کو واپس بلا لیا۔ اس وعدے کے ساتھ کہ آئندہ اس ٹاپک پر کوئی بات نہیں ہو گی۔ البتہ شریح حسام نے کہا تھا کہ وہ عیشا کے بارے میں سوچے ضرور۔ وہ عیشا کی تعلیم مکمل ہونے کے بعد اس کا فیصلہ اس سے پوچھیں گے۔ سنی نے بھی شکر کیا کہ یہ موضوع یہیں کا یہیں بند ہو رہا تھا' ورنہ اسے بغاوت کرنا پڑتی اور ایسا کر کے اسے خوشی نہیں ہوتی کیونکہ وہ ضدی ضرور تھا خود سر نہیں تھا۔ باپ کے بلانے پر وہ واپس بھی آ گیا تھا اور پھر آفس بھی جوائن کر لیا تھا۔

---

وقت اپنی مخصوص چال چلتا ہوا کبھی بھاگ رہا تھا اور کبھی سرک رہا تھا۔ اس دوران اکثر عیشا اس "شریح لاج" میں قیام کی غرض سے بھی آئی لیکن سنی کی توجہ اس کی طرف مبذول نہ ہو سکی۔ سنی اس کی ذات یا بات کا کوئی نوٹس نہیں لیتا تھا۔

عیشا کو بھی اپنی پڑھائی سے زیادہ دلچسپی ہو گئی۔ پڑھائی کے علاوہ اس کی اور بھی مصروفیات تھیں۔ وہ کالج کی ڈرامیٹک اینڈ میوزک سوسائٹی کی ممبر تھی۔ اس کی آواز قدرتی طور پر بے حد سریلی تھی۔ اس کے گائے گیت کالج سے باہر بھی اس کی وجہ شہرت بن رہے تھے۔

سنی کو ماہرہ زاہرہ نے بتایا تھا مگر اس نے کوئی دھیان نہیں دیا تھا۔ اسے عیشا سے کوئی دلچسپی پیدا

نہیں ہو سکی تھی۔ البتہ ان دو سالوں میں عیشا پر اس بات کا ادراک ہو گیا تھا کہ سنی سے بچپن میں اس کی ماں اور ماموں نے اس کی نسبت طے کی تھی۔

شروع شروع میں تو اس نے ماہ زائرہ کی چھیڑ چھاڑ کو کوئی اہمیت نہیں دی تھی۔ مگر ان کی مسلسل باتوں سے اس کے ذہن میں بھی سنی کے لیے پسندیدگی پیدا ہو گئی تھی۔ یہ تو فطری عمل ہے اپنے نام کے ساتھ کسی اور کا نام مسلسل سنا جائے تو اس کے وجود سے نہ سہی اس نام سے ضرور لگاؤ پیدا ہو جاتا ہے۔ سو عیشا کے دل میں سنی سے لگاؤ پیدا ہونا شروع ہو گیا تھا مگر وہ اس کا اظہار خود سے بھی نہیں کرتی تھی۔

ادھر جب یہ آذر کو پتہ چلا تھا کہ عیشا کو سنی نے ریجیکٹ کر دیا ہے وہ اس میں زیادہ دلچسپی لینے لگا تھا۔ اکثر اسے ماہ زائرہ کے ساتھ آؤٹنگ پر لے جانے لگا تھا۔ اپنے چھوٹے موٹے کام کروانے کے لیے وہ عیشا کو ہی پکارتا۔ جہاں عیشا موجود ہوتی آذر بھی وہیں بیٹھا رہتا۔

اس کی ماں کو پہلے ہی عیشا سے چڑ تھی۔ اب بیٹے کی دلچسپی محسوس کرنے کے بعد وہ اس کو نظروں کے پہرے میں رکھنے کے ساتھ اب عملی روک ٹوک بھی شروع کر چکی تھیں۔ عیشا اپنی مامی کی باتوں کا مفہوم سمجھتی تھی۔ ویسے بھی اس کا اپنا ذہن اور دل صاف تھا اس لیے اسے آذر کی بے تکلفی غلط نہیں لگتی تھی۔ وہ بھی کزنز اور اپنی بہنوں کے ساتھ ایسے ہی ٹریٹ کرتا تھا۔

اگر اسے کالج لینے پہنچ جاتا یا پھر کبھی آؤٹنگ کے لیے لے جاتا تو اس میں کیا حرج تھا۔ البتہ اسے آذر کی یہ بات اچھی نہیں لگتی تھی کہ اس کے ساتھ ہمیشہ اس کا کوئی نہ کوئی دوست ساتھ ہوتا تھا۔ جس پر اس نے اکثر آذر کو ٹوکا تھا مگر وہ اس معاملے میں چکنا گھڑا ثابت ہوا تھا۔ بس وہی کرتا جو دل میں سماتا اور اپنے مشاغل میں مگن رہتا۔

---

خاندان میں کسی کی شادی تھی اور سب ہی شادی میں شرکت کے لیے گئے ہوئے تھے سوائے عیشا کے کیونکہ اس کے ایف۔ اے کے امتحان تھے۔ یا پھر آذر اپنی طبیعت کی خرابی کا بہانہ کر کے اپنے کمرے میں بند تھا۔

ثوبان نے جب آذر کو تقریب میں نہیں پایا تو وہ اسے لینے گھر آیا۔ لیکن یہاں آ کر اسے شدید دھچکا لگا تھا۔ ملازمہ نے بتایا تھا وہ گھر پر ہی ہے لیکن وہ اپنے کمرے میں نہیں تھا۔ کمروں کے آگے سے گزرتے ہوئے اسے عیشا کی سخت بلند آواز اس کی سماعت سے ٹکرائی تھی۔ وہ عیشا کے کمرے کے آگے رک گیا تھا۔

"آذر بھائی آپ کو میری بات سمجھ نہیں آ رہی۔ میں آپ کے ساتھ گھومنے والی لڑکیوں میں سے نہیں ہوں۔ مجھے آپ کے ساتھ کہیں نہیں جانا ہے۔ پلیز آپ یہاں سے چلے جائیں صبح میرا پیپر ہے مجھے پڑھنا ہے۔" جواب میں آذر کی مکروہ ہنسی سنائی دی۔

"تم جیسی سٹوڈنٹ کو پڑھنے کی ضرورت کیا ہے؟ تم تو بنا پڑھے ہی ٹاپ کر سکتی ہو۔" آذر نے شاید اس کے آگے سے کتاب اٹھائی تھی۔

"آذر بھائی میری کتاب واپس کریں۔" عیشا کی آواز میں خفگی تھی۔

"یار سنو یہ بیماری کا ڈرامہ میں نے صرف تمہارے لیے کیا ہے۔ وہ میرا فرینڈ سہیل ہے نا اس نے صرف تمہاری خاطر ڈنر پارٹی دی ہے۔ تمہیں مما کا ڈر ہے تو رئیلی دو گھنٹے تک واپس آ جائیں گے، پلیز کم آن۔"

"آپ کا دماغ تو نہیں چل گیا۔ آپ اچھی طرح سن لیں مجھے کسی کا ڈر نہیں مجھے آپ کے ساتھ آپ کے لفنگے اور آوارہ دوستوں کے کسی فنکشن میں نہیں جانا ہے۔ اگر کسی ساتھ لے کر جانا اتنا ہی ضروری تھا تو آپ زائرہ یا ماہ زائرہ میں سے



CamScanner

سنی کو روک لے۔"

سنی حالات کی تہہ تک جلد ہی پہنچ گیا تھا۔ آج سنی کو آذر نے بتایا تھا کہ وہ آج کی تقریب اسی لیے مس کر رہا ہے تاکہ وہ اپنی نئی گرل فرینڈ کے ساتھ وقت گزار سکے۔ سنی اسی وجہ سے اسے گھر سے لینے آیا تھا مگر یہاں آکر صورت حال ہی کچھ اور تھی۔

وہ عیشا سے بے نیاز ضرور تھا مگر اس کا یہ مطلب نہیں تھا وہ آذر کو اس سے کھیلنے کا موقع دے دیتا۔ بے شک وہ اس سے اپنے تعلق و نسبت کو نہیں مانتا تھا۔ پھر بھی عیشا سے اس کا خونی رشتہ تھا۔ اس کا دل چاہ رہا تھا اندر جا کر آذر کا حشر بگاڑ دے۔

"سنو بہنوں اور کزنز میں فرق ہوتا ہے اور تم میری کزن فرینڈ ہو۔ تمہاری تو بات ہی کچھ اور ہے تم جیسی پریٹی اور اٹریکٹو گرل کوئی اور ہے ہی نہیں۔" آذر کی چاپلوسانہ آواز سنی کی سماعت کو ناگوار گزر رہی تھی۔ اسے شدید دھچکا لگا تھا کہ وہ اپنے ہی گھر کی لڑکی کو غلط راہ پر لے جانے کی کوشش کر رہا تھا۔

"ان دو خصوصیات کے علاوہ ایک اور خوبی بھی مجھ میں ہے آذر بھائی اور وہ ہے لوگوں کی نیت پہچاننا اب آپ شرافت سے یہاں سے چلتے پھرتے نظر آئیں ورنہ مجھے دونوں ماموؤں سے آپ کی شکایت کرنا پڑے گی پلیز گو آؤٹ ورنہ۔"

عیشا کے لہجے میں تلخی، غصہ اور آنسوؤں کی آمیزش ایک ساتھ تھی۔ اس کا اعتماد بھروسہ کرچی کرچی ہو کر بکھرا تھا۔ اسی لیے سنی پردہ اٹھا کر اندر داخل ہوا۔ ضبط سے اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔

"عیشا اٹھو میں تمہیں لینے آیا ہوں۔" سنی کی آواز سنتے ہی وہ جیسے چھرکی ہو گئی۔ آذر کا رویہ اور سنی کی آمد وہ تاکردہ جرم کے احساس سے حواس باختہ ہو گئی تھی۔ آذر نے سنی کے آنے کا کوئی نوٹس نہیں لیا تھا۔ خباثت سے ہنستا ہوا۔ راشک مجل کے سامنے کھڑا تھا۔

"لو تو تمہارا ابھی پروگرام ہے۔ ویل لے جاؤ اس وقت تم ہم پھر بھی قسمت آزمائیں گے۔"

جواب میں ایک زوردار طمانچہ آذر کے چودہ طبق روشن کر گیا تھا۔ عیشا سہم کر فوراً کھڑی ہو گئی تھی۔ سنی کے چہرے پر پھیلا غیض و غضب دیکھنے سے تعلق رکھتا تھا۔ اس کا بس چلتا تو شاید وہ آذر کو اس گھٹیا بات پر قتل کر دیتا۔

"ایک بات یاد رکھنا آذر فصیح ہر کوئی تم جیسا بے غیرت نہیں ہوتا۔ ہر کسی کو اپنی ذہنیت کی کسوٹی پر مت پرکھا کرو۔ مجھے رشتوں کا تقدس قائم رکھنا آتا ہے۔ پھر وہ اسی غضب کے عالم میں عیشا سے مخاطب ہوا۔

"جلدی سے اپنا سامان سمیٹو میں تمہارا ملازم نہیں ہوں کہ ہاتھ باندھ کر تمہارے انتظار میں کھڑا رہوں گا۔" اس کی دھاڑ پر وہ فوراً اپنی بکھری چیزیں اور کتابیں سمیٹ کر بیگ میں ٹھونس کر باہر کو لپکی۔ چلتے ہوئے سنی نے آذر کو وارن کیا۔

"ایک بات سن لو اگر تم نے ہمارے گھر میں آنے کی کوشش کی تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا ---- انڈر سٹینڈ۔"

وہ تیزی سے پورچ میں آیا تھا جہاں عیشا اس کی گاڑی کے پاس بدحواس سی کھڑی تھی۔ سنی نے اس کو بازو سے سختی سے پکڑ کر فرنٹ سیٹ پر دھکیلا اور پھر گھوم کر ڈرائیونگ سیٹ پر آبیٹھا۔ وہ بہت رش ڈرائیونگ کر رہا تھا۔ عیشا کو اس کا رویہ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔ اس کے بازو میں سخت تکلیف ہو رہی تھی۔ جس سے اس کی آنکھیں بھر آئی تھیں۔

"اگر تم آذر سے اب ملیں یا اس کے ساتھ کہیں گئیں تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔" ایک موڑ مڑتے ہوئے سنی نے اسے شعلہ بار نظروں سے دیکھا۔

"اور سنو تم یہ ایگزیم دینے کے بعد مزید پڑھائی

کا خیال بھی چھوڑ دو۔" اس کی بات سنتے ہی میشا بیٹھا گئی۔ آنسو آنکھوں میں ہی ٹھہر گئے۔ کچھ توقف کے بعد رندھی آواز سے اسے مخاطب کیا۔

"سنی بھائی اس میں میرا کیا قصور ہے۔ میں نے تو کبھی آذر بھائی کے ساتھ خود سے جانے کی کوشش نہیں کی۔ میں تو گھر میں بھی ان سے آنٹی کے ڈر کی وجہ سے بات نہیں کرتی ہوں۔ آپ کہیں گے تو میں بڑے ماموں جان کے گھر کبھی بھی نہیں جاؤں گی۔ مگر پلیز مجھے آگے پڑھنے دیں۔ میں پڑھنا چاہتی ہوں سنی بھائی۔"

وہ بچوں کی طرح روتے ہوئے وضاحتیں دے رہی تھی اور ساتھ ہی بھی آستینوں سے آنسو اور بھی بہتی ناک صاف کر رہی تھی۔ مگر سنی پر اس کی باتوں کا کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا۔ اس وقت آذر کے رویے سے اس کا دماغ غصے سے کھول رہا تھا ہوا تھا۔ قدرے خشونت سے بولا۔

"ہاں تمہارا کوئی قصور نہیں ہے۔ لیکن کیا تمہیں پہلے سے آذر کی فطرت کا اندازہ نہیں تھا؟ تمہیں اس کے ساتھ اکیلے گھر میں رہنے کی ضرورت کیا تھی۔ ایک پیپر اچھا نہ ہوتا تو کوئی قیامت نہیں آ جاتی۔ آخر تم سب کے ساتھ فنکشن میں کیوں نہیں گئیں۔ جانتی ہو وہ تمہارے ساتھ کیا کر سکتا تھا؟" سنی کا یہ انداز اور ایسا رویہ بالکل نیا تھا۔

"سنی بھائی ـــ میرے فائنل ایگزیم ہیں رہ گئی میں نے کچھ نہیں کیا ہے۔ پلیز آپ دیکھ کے ڈرائیونگ کریں ناں۔" اس کی رش ڈرائیونگ سے میشا کا دل اچھل اچھل کر حلق میں آ رہا تھا۔

"مردوں کو خراب کرنے میں سارا قصور لڑکیوں کا ہی ہوتا ہے۔ ہر بات پر آنکھیں بند کر کے اعتبار کر لیتی ہو اور پھر بعد میں آذر جیسے لڑکوں سے دھوکا کھانے کے بعد ساری زندگی روتی رہتی ہو۔"

اس کا ذہن ہنوز آذر کیا کر سکتا تھا۔ میں الجھا ہوا تھا۔ اس لیے اسے میشا کی ہچکیاں سنائی نہیں دے رہی تھیں۔

"سنی بھائی میں انہیں اپنا بھائی سمجھتی ہوں اس لیے ان پر اعتماد کرتی تھی۔ مجھے کیا خبر تھی کہ ان کے دل میں کھوٹ ہو گا۔ کیا کسی پر اعتماد کرنا بری بات ہے؟"

اس نے سوں سوں کرتے ہوئے معصومیت سے پوچھا تو سنی نے ناراض نظروں سے اس پر ایک اچٹتی نگاہ ڈالی۔

"اس زمانے میں ایسا کرنے والا احمق کہلاتا ہے۔ اعتماد نام کا لفظ تو کسی دوسرے سے منسوب رکھنا ہی نہیں چاہیے۔ اپنے والدین سے بھی مکمل اعتماد کی توقع نہیں رکھنی چاہیے۔ وہ بھی بے خبری میں اکثر ظلم کر جاتے ہیں اگر میں دو سال پہلے پاپا کے فیصلے پر اعتماد کر کے سر جھکا دیتا تو آج سر پکڑ کر بیٹھا ہوتا۔ اچھا ہی ہوا کہ میری ضد نے مجھے بچا لیا ورنہ میں تمہیں ہی قتل کر دیتا۔"

سنی کے سفاک لہجے پر میشا نے مزید سہم کر اسے دیکھا۔ سنی کی باتیں سمجھتے ہوئے بھی کچھ نہیں پا رہی تھی۔ گاڑی شریف لاج کے پورچ میں جھٹکے سے رکی تو میشا نے فوراً دوپٹے سے اپنی آنکھیں اور چہرہ صاف کیا اور پھر سنی سے پہلے ہی بیگ لے کر باہر نکل آئی۔

اب اس کے علاوہ کوئی چارہ بھی نہ تھا یہ گھر ہی اس کی واحد پناہ گاہ تھی جہاں وہ محفوظ رہ سکتی تھی۔ اس اطمینان کے باوجود دکھ کی لہر میں اس کے دل سے وجود میں پھیل رہی تھیں کہ اپنا گھر ہوتے ہوئے بھی وہ دربدر گھوم رہی ہے اور سنی جیسے لوگوں کے کڑوے کسیلے لہجے سننے پر مجبور ہے۔

آذر جیسے بھائی نما شکاری سے بچنے کے لیے کڑوے لہجوں کا زہر پینا زیادہ بہتر تھا۔ اس سوچ کے ساتھ ہی وہ بے بسی سے سنی کے پیچھے پیچھے لیونگ روم میں آ گئی جہاں وہ بیٹھا فون پر کوئی نمبر ملا



CS CamScanner

رہا تھا۔ کچھ لمحوں بعد وہ اپنے پاپا سے ان کے وہاں سے کمرے بات کر رہا تھا۔

"ہیلو۔۔۔ پاپا آپ ابھی فورا گھر آ سکتے ہیں؟" بیٹا کو بھی اندازہ ہو گیا تھا کہ دوسری طرف ماموں جان ہیں۔

"جی پاپا ایمرجنسی ہے۔۔۔ آپ آئیں گے تو بتاتا ہوں نا۔" باوجود کوشش کے وہ اپنے لہجے کی جھنجلاہٹ قابو نہ کر سکا۔

"آپ بس آ جائیں فورا پلیز پاپا۔" سنی کے لہجے کی عجلت و بے چینی نے عیشا کو مزید شرمندہ کر دیا تھا۔ اسے سامنے پا کر وہ برہمی سے اسے مخاطب کیا۔

"اب میرے سر پر کیوں سوار ہو' جاؤ جا کر سٹڈی میں پیپر کی تیاری کرو۔ اسٹوپڈ گرل۔" وہ اس کا حکم ملتے ہی کسی روبوٹ کی طرح سٹڈی میں آ گئی۔ بیگ ایک طرف رکھ کر سٹڈی چیئر پر بیٹھنے کے بعد اس نے میز پر سر رکھ کر آنکھیں موند لیں۔ آنسو تواتر سے بہنے لگے۔ ذرا بھی پڑھنے کو دل نہیں چاہ رہا تھا۔

ایک تو آذر فصیح نے اس کا اعتماد توڑ دیا اس پر ذیان شریح کی بے انتہا برہمی و بے نیازی نے اسے بوکھلا کر رکھ دیا تھا۔ آج اس کے اندر کی لڑکی اسے نئے احساسات کا رنگ بدلتا' اترتا' دکھا رہی تھی۔ سنی کا رویہ ویسے تو شروع سے ہی ایسا تھا مگر آج اس کے رویے میں عیشا جو اپنائیت دیکھ رہی تھی۔ اس نے اس کے دل میں دکھوں کے کانٹوں کے درمیان خوشی کی ننھی کونپل کھلا گئی تھی۔

کچھ ہی دیر بعد شریح حسام گھر میں داخل ہوئے تو سنی کو ٹیرس میں بے چینی سے ٹہلتے ہوئے پایا۔ وہ تو پہلے ہی اس کے فون سے پریشان ہو کر آئے تھے۔ مزید پریشانی اس کی بے چینی دیکھ کر ہو رہی تھی۔

"کیا بات ہے سویٹ ہارٹ تم نے اس طرح اچانک مجھے فون کیوں کیا خیریت ہے نہ؟"

"آپ اندر چلیں' پھر میں آپ کو سب کچھ بتاتا ہوں۔" اور پھر ان کے ساتھ لیونگ روم میں بیٹھ کر اس نے ساری باتیں ان کے گوش گزار کر دیں۔ پریشانی سے ان کا دوران خون بھی بڑھ گیا۔

"صرف اسی لیے۔۔۔ اسی لیے میں اسے ہمیشہ کے لیے یہاں لانا چاہتا تھا۔ واقعی آج کے زمانے میں کسی پر اعتماد مشکل ہے۔ مجھے تو سوچ کر ہی شرم آ رہی ہے کہ اپنا خون بھی۔۔۔ اگر تم ٹھیک وقت پر نہ پہنچتے تو ہو سکتا ہے آذر جوانی کے نشے میں کوئی غلط قدم اٹھا لیتا تو پھر ہمارے پاس کیا بچتا۔ وہ بن ماں باپ کی معصوم بچی بھی تباہ ہو جاتی۔"

"تم نے بہت اچھا کیا ہے سنی تم اسے یہاں لے آئے ہو۔ اب تو ان حالات کو دیکھ کر تمہیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔"

"کس بات پر؟" اس نے جان کر انجان بن کر پوچھا۔

"عیشا سے شادی پر دو سال میں کافی میچور ہو گئی ہے وہ۔" پاپا کے اس انداز پر وہ حیران رہ گیا۔ وہ تو سمجھا تھا پاپا اس بات کو بھول گئے ہیں مگر۔

"پاپا میں نے تو آپ سے پہلے ہی کہہ رکھا ہے۔ وہ مجھے اپیل نہیں کرتی۔ میں اسے اپنی لائف پارٹنر نہیں بنا سکتا۔ میں اگر اسے انسانی ہمدردی کے تحت وہاں سے نکال لایا ہوں تو آپ اس کا یہ مطلب نہ لیں کہ میں نے دلی جذبوں سے مجبور ہو کر کیا ہے۔"

"وہ بچپن سے تم سے منسوب ہے' تمہیں اس بات کو یاد رکھنا چاہیے سنی۔" بیٹے کی برہمی آخر انہیں سنجیدگی سے بات کرنے پر مجبور کر گئی۔

"وہ فیصلہ آپ کا تھا میرا نہیں۔ میں نے اسے کبھی نہیں مانا اور نہ ہی میں نے ایسا سوچا ہے۔ آپ جہاں چاہے اس کی شادی کر دیں۔ میرے لیے اسے بٹھا کر مت رکھیے گا۔" انہیں بھی غصہ آ گیا۔

"تو پھر اسے وہیں رہنے دیتے' انسانی ہمدردی

جتانے کی بھی ضرورت نہیں تھی' اچھا تھا وہیں رہ کر وہ کسی طرف کی تو ہو جاتی۔ یہاں لا کر اس کا تماشا بنوانا ضروری تھا۔ جانتے ہو اب کتنے سچ جھوٹ اس سے وابستہ کئے جائیں گے۔" سنی باپ کے چلانے پر حیرت زدہ رہ گیا۔ آج سے پہلے انہوں نے کبھی بھی نہیں ڈانٹا تھا۔ وہ ان کی ذہنی کیفیت سمجھ رہا تھا۔

عیشا ان کے خاندان کی عزت' ان کی بہن کا خون تھی۔ اس کی تذلیل انہیں برداشت کرنا مشکل ہو رہی تھی۔ وہ قدرے نرمی مگر مستحکم انداز میں ان سے مخاطب ہوا۔

"پاپا آپ اس بات کو انا کا مسئلہ نہ بنائیں۔ عیشا کو سکون سے ایگزیم دینے دیں اسے اپنے لیے خود سوچنے دیں۔ اس کی مرضی کے مطابق کوئی فیصلہ کرنے کا سوچیں۔ آپ آرام و سکون سے سوچیں تو آپ کو خود احساس ہو گا کہ اس طرح کے فیصلوں سے دو زندگیاں ہی نہیں دو گھروں کا سکون برباد ہوتا ہے۔ زندگی کو بہتر بنانے کے لیے صرف والدین کی خواہشات کا احترام ضروری نہیں ہوتا۔ اپنی ذات کی تسکین بھی ضروری ہوتی ہے اور میں تو کسی کمپرومائز کے لیے ایگری ہی نہیں ہوں تو عیشا کیسے ایک بہتر زندگی گزار سکتی ہے۔"

سنی کے لب و لہجے پر وہ اسے دیکھتے رہ گئے اور پھر بے بسی سے اٹھ کر اپنے کمرے میں چلے گئے۔

عیشا کا سنی کے ساتھ "شریح لاج" میں آنا بات کو کوئی اور ہی رخ دے گیا۔ بیگم فصیح نے ایک طرف تو شکر کا کلمہ پڑھا کہ عیشا سے ان کی جان چھوٹی اور دوسری طرف انہوں نے عیشا پر الزام عائد کر دیئے کہ وہ آذر کو اپنی طرف ملتفت کرتی رہتی تھی۔

اب سنی کا التفات حاصل کرنے کے لیے اس نے یہ حرکت کی ہے تاکہ سنی اپنا فیصلہ بدل کر اسے اپنا لے۔ سنی ان کی باتیں سن کر حیرت زدہ رہ گیا۔ کئی بار وہ اپنی ماں سے الجھ پڑا۔

"مام میں اس قسم کے ریمارکس برداشت نہیں کر سکتا' مجھے باتیں سنانے سے پہلے کم از کم اپنے گریبانوں میں تو جھانک لیں۔ آنٹی سے کہہ دیں کہ اگر انہوں نے پھر کبھی میرے اور عیشا کے بارے میں چیپ باتیں کیں تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔ آئندہ انہیں یہاں آنے کی ضرورت نہیں ہے ورنہ۔"

ابھی آنٹی افضہ یہاں سے گئی تھیں اور خوب بڑھا چڑھا کر عیشا اور اس کے بارے میں باقی فیملی کے خیالات بتا رہی تھیں۔ سنی نے آج ان کی باتیں سن لی تھیں۔ وہ اس لیے اپنی مام سے الجھ رہا تھا۔ آنسہ شریح کو پہلی بار اس کا اس طرح بولنا ناگوار گزرا تھا اس لیے ناگواری سے بولیں۔

"اب سب کی زبانیں تو نہیں پکڑی جا سکتیں۔ بھائی جان تو کیا سب ہی باتیں بنا رہے ہیں۔ تمہارے باپ نے بھی تو دنیا بھر میں اس نام نہاد رشتے کا اعلان کر رکھا ہے۔ ہم کتنے بھی ماڈرن ہو جائیں کچھ روایات کا تو خیال رکھنا ہی پڑتا ہے اور پھر تم تو وہاں سے عیشا کو ہی لے کر آ گئے۔ اب ہمدردیوں کی سزا بھگتو۔"

بیگم آنسہ شریح کے لہجے میں بھی شک کی آگ دہک رہی تھی۔ اس نے ماں کو شاک کی کیفیت میں دیکھا۔

"مام آپ --- آپ کیسی باتیں کر رہی ہیں۔ میری ایک ذرا سی ہمدردی کو آپ سب نے کیا رنگ دے دیا ہے۔ وہاں رہ کر وہ کتنی غیر محفوظ تھی' آذر اور اس کے دوستوں کو میں اچھی طرح جانتا ہوں۔ آپ نہیں جانتے آخر آنٹی اپنی بیٹیوں کی طرح عیشا کے لیے کیوں نہیں سوچتیں۔ اگر میں ان میں سے کسی کو اپنے دوستوں میں لے کر پھروں اور ان سے غلطی ہو کروں تو کیا آپ سب برداشت کر لیں گے۔ یہ ٹھیک ہے کہ میں اسے اپنا لائف پارٹنر نہیں بنا سکتا لیکن آفٹر آل وہ میری کزن ہے۔ اسے کوئی کھلونا بنانا چاہے یہ میں



CamScanner

برداشت نہیں کر سکتا۔"

اس کا مضبوط مستحکم لہجہ اس کی سب سے بڑی خوبی تھی۔ سچ کو سچ اور جھوٹ کو جھوٹ کہنا اس کی فطرت میں شامل تھا۔ اسی لیے اکثر اسے منہ پر اینگری ینگ مین اور پیٹھ پیچھے بے لحاظ کہا جاتا تھا۔

"اگر تمہیں اتنی ہمدردی ہے تو پھر اس سے شادی کر لو۔" بیگم آنسہ شریح نے جھنجلاتے ہوئے کہا۔ ان کا خیال تھا کہ سنی اس کا معصوم حسن دیکھ کر کہیں اپنا فیصلہ تبدیل نہ کر دے۔ اس لیے وہ جھنجلائی ہوئی تھیں۔

"ویری سوری مام رئیلی ویری سوری واقعی مجھے عیشا کو یہاں نہیں لانا چاہیے تھا بلکہ راستے پر ہی چھوڑ آنا چاہیے تھا یا پھر وہیں رہنے دینا چاہیے تھا۔" وہ جھنجلاتا ہوا باہر کی طرف لپکا تو عیشا نے اسے راستے میں ہی پکار کر روکا۔

"سنی بھائی پلیز آپ میری سیٹ کنفرم کروا دیں۔" وہ کافی اداس لگ رہی تھی۔ وہ اپنے متعلق ہوئی باتوں اور رویوں سے دل برداشتہ ہو کر اپنے گھر جانے کا سوچنے لگی تھی۔ سنی کا موڈ تو پہلے ہی آف تھا اسے سامنے پا کر پارہ اور بھی چڑھ گیا۔

"میں تمہارے باپ کا ملازم نہیں ہوں کہ تمہارے کاموں کے لیے بندھا رہوں۔ مجھے اور بھی کئی کام ہیں۔" سنی کی درشتگی پر عیشا کی آنکھیں بھی بھر آئیں اور وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہوا باہر بڑھتا چلا گیا یہ سوچے جانے بغیر کہ اس کے لفظوں نے کسی کے دل میں کیا طوفان برپا کر دیا ہے اور پھر اس دن کے بعد سنی کا رویہ اس سے مزید سخت اور ہتک آمیز ہوتا چلا گیا۔ بلکہ کئی بار اس کے کام کرنے پر اسے اچھی بھلی سنا بھی چکا تھا۔

مانو، زائرہ کی چھیڑ چھاڑ کے جواب میں وہ ایسی باتیں سناتا کہ عیشا کٹ کر رہ جاتی۔ اسے یہ سب صرف اس لیے سہنا پڑ رہا تھا کہ اس کا کوئی اپنا سر پر نہیں تھا۔ سگے رشتوں میں سے صرف ایک پھپھو تھیں وہ بھی ملک سے باہر تھیں اور وہ ماموں کی محبت کی خاطر زخمی انا لیے وہاں رہنے پر مجبور تھی۔ وہ اسے کہیں بھیجنے پر راضی بھی تو نہیں ہوتے تھے ان کی محبتوں کے باوجود اسے آنسہ شریح کی سرد مہری اور عدم توجہی اور ثوبان کا کٹیلا بے مہر رویہ دکھی کر رہے تھے۔

وہ تو ایک معصوم سی بے فکری سی لڑکی ہوا کرتی تھی۔ مگر یہاں آ کر لگتا تھا وہ چھوٹی سی چاکلیٹ، آئس کریم پر جھگڑنے والی لڑکی کہیں کھو گئی ہے۔ ان کے سرد رویوں میں دب گئی ہے۔ طویل انتظار کے بعد اس کا رزلٹ آیا تو اسے کوئی راہ سجھائی دی۔ اپنے عزم یاد آ گئے۔ اپنے حوصلے بڑھانے کے لیے اس نے پورے اعتماد سے فیصلہ کیا اور اس پر عمل درآمد ہو گئی۔

---

کالج میں بی۔اے کے لیے ایڈمیشن کے ساتھ اس نے ہاسٹل میں رہائش کا سوچ لیا تھا۔ وہ اپنے کالج فارم اور ہاسٹل فارم لے کر جب شریح حسام کے کمرے میں آئی تو وہاں آنسہ شریح بھی موجود تھیں۔ وہ بغیر جھجکے سیدھی شریح صاحب کے پاس گئی۔

"ماموں جان میں نے آگے ایڈمیشن لے لیا ہے اس لیے۔"

"اوہ--- بیٹا یہ تو تم نے بہت اچھا کیا۔ آئی ایم سوری میں تم سے پوچھ ہی نہیں سکا۔ میری ضرورت تو نہیں ہے میری بیٹی کو کچھ چاہیے۔" انہوں نے بیچ میں ہی اس کی بات ٹوک کر اسے شفقت سے قریب بٹھا لیا۔

"صرف ان فارمز پر آپ کے دستخط چاہئیں اور کچھ نہیں۔ بابا نے میرے اکاؤنٹ میں کافی کچھ چھوڑا ہے۔ جس سے کم از کم میں اپنی تعلیم تو تکمیل کر ہی سکتی ہوں۔" اس کے پر اعتماد لہجے میں انہوں نے چونک کر اسے دیکھا اور پھر اپنے سامنے پھیلے فارم پر نگاہ ڈالی۔

"تم ہاسٹل میں رہو گی۔" انہوں نے حیرت و



CS CamScanner

خفگی سے پوچھا۔
"ماموں جان میں سکون سے رہنا چاہتی ہوں۔ میرے خیال میں میرے لیے ہاسٹل موزوں رہے گا اور پھر میری وجہ سے کافی ڈسٹربنس ہے یہاں۔ پلیز آپ سائن کر دیں۔" اس نے اصرار کیا۔ مگر وہ کشمکش میں نظر آ رہے تھے۔
"گھر ہوتے ہوئے ہاسٹل میں رہنے کی کیا تک ہے۔" وہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولے۔
"جب وہ یہاں نہیں رہنا چاہتی تو آپ کیوں مجبور کر رہے ہیں اسے۔" بیگم آنسہ شریح نے مداخلت کی تو انہوں نے پہلے انہیں خفگی سے دیکھا اور پھر عیشا کو۔
"تمہیں ہم سے کوئی شکایت ہے بیٹی؟"
"مجھے کسی سے کوئی شکایت نہیں ہے ماموں جان میں آپ سب کو مزید تکلیف نہیں دینا چاہتی۔ اگر آپ میرے سرپرست نہیں بننا چاہتے تو میں پھر بڑے ماموں سے سائن کروا لوں گی۔"
وہ بھیگی آواز میں کہہ کر اٹھ کر جانے لگی تو انہوں نے روک لیا اور پھر اس کے سرپرست بننا قبول کرتے ہوئے فارمز سائن کر دیئے۔
"میں ایک دو دن میں شفٹ ہو جاؤں گی۔" اس نے مطمئن ہو کر کہا اور پھر باہر نکل گئی۔ شریح حسام کو اس کے ہاسٹل شفٹ ہونے کا بہت دکھ ہوا تھا۔ وہ ایک سہانا خواب جو برسوں پہلے انہوں نے دیکھا تھا اس کی تعبیر ایسی ہو گئی اس کا احساس انہیں اب ہو رہا تھا اور پچھتاوے الگ گھیرنے لگے تھے کہ آخر انہوں نے وقت سے پہلے ایک ایسا فیصلہ کیوں کر لیا تھا جس کی تکمیل ممکن نہیں ہو سکتی تھی۔
آنسہ شریح تو بہت زیادہ مطمئن ہو گئی تھیں۔ سنی بھی اس کے جانے کے بعد اپنے سابقہ روٹین میں لوٹ رہا تھا۔ اس کا چڑچڑاپن بےزاری مکمل ختم ہو گئی تھی۔ وہ پہلے کی طرح اپنی روٹین میں مگن ہو گیا تھا۔ شریح حسام اس کی بدلتی کیفیات پر حیران اور اپنی ضد پر پشیمان تھے۔
البتہ فصیح کو بھی عیشا کے جانے سے خاصی خوشی ہوئی تھی۔ اب انہیں کچھ امید ہو چلی تھی کہ شاید سنی ان کی کسی ایک بیٹی کا انتخاب کرے گا۔

---

ہاسٹل آنے کے بعد عیشا کی زندگی کا رخ بدل گیا تھا۔ اس نے پھر کسی سے رابطہ نہیں رکھا تھا۔ شریح حسام ہی کبھی کبھی اس سے ملنے آ جاتے تو وہ خوش ہو جاتی لیکن ان کے بے حد اصرار پر بھی اس نے دوبارہ ان کے گھر کا رخ کرنے کی کوشش نہیں کی۔ اس نے خود کو اپنی پڑھائی اور دوسری سرگرمیوں میں مصروف کر لیا۔ اور کوئی خیال ہی نہیں آتا تھا اور اگر کبھی بھولے سے ان لوگوں کی یاد آ بھی جاتی تو وہ فوراً جھٹک دیتی تھی۔
اس کی پھپھو پاکستان آ چکی تھیں اور آج کل یہیں اس شہر میں شفٹ ہو گئی تھیں۔ انہوں نے بھی عیشا کو اپنی طرف لے جانے کی بے حد کوشش کی تھی مگر وہ ان کے ساتھ مستقل رہائش کا سوچ کر ہی ہراساں ہو جاتی تھی۔
ماموؤں کے گھروں میں رہنے کا تلخ تجربہ اسے حاصل ہو چکا تھا۔ حالانکہ اس کے پھپھو زاد تینوں بھائی اس کی آمد پر بے انتہا خوش ہوئے تھے۔ ان کی کوئی بہن نہیں تھی۔ وہ اسے اپنی بہن کی طرح ہی سمجھتے تھے۔ ان کے لیے عیشا اب تک وہی چاکلیٹ' آئس کریم پر جھگڑنے والی چھوٹی چھوٹی باتوں پر روٹھنے رونے والی عیشا تھی اسی لیے وہ اسی طرح اس سے بی ہیو کرتے تھے۔
جبکہ عیشا کافی بدل گئی تھی۔ اس نے زندگی سے بہت کچھ سیکھ لیا تھا۔ اسی لیے اب وہ سب سے محتاط رویہ رکھتی تھی۔ اس کے دونوں بڑے کزن اویس اور وقاص تو فارغ التعلیم ہو کر سیٹل ہو چکے تھے جبکہ چھوٹا کزن رامش کا میڈیکل کا سیکنڈ پروفیشنل تھا۔ اس کی عیشا سے خوب گاڑھی

بنتی تھی۔ دونوں ہی ہم مزاج تھے۔ رامیش تو اسے اکثر کالج لینے پہنچ جاتا تھا۔ اگر وہ ساتھ نہ جاتی تو وہ اس کی سہیلیوں کے سامنے ہی لڑ پڑتا تھا۔ اپنے ایک سال بڑے ہونے کا خوب رعب جھاڑتا۔

"میشا یہ کوئی بات ہے تم اپنا گھر چھوڑ کر اس ہاسٹل میں سڑتی ہو اور پھر ویک اینڈ بھی اس قید خانے میں گزارنا چاہتی ہو، آرام سے میری بائیک پر بیٹھ چلو ورنہ پھر زبردستی لے جاؤں گا۔ آخر کو تمہارا بھائی ہوتا ہوں۔"

میشا اس کے دھونس بھرے انداز پر کبھی کھلکھلا کے ہنس دیتی اور کبھی بے بس ہو کر ویک اینڈ گزارنے ان کے گھر آجاتی۔ اس کی پھپھو بھی کئی بار اسے ہاسٹل چھوڑنے کا کہہ چکی تھیں مگر اس نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ وہ گریجویشن کے بعد ضرور شفٹ ہو جائے گی۔

لیکن انہوں نے بھی اس سے ویک اینڈ پر گھر آنے کا وعدہ لے لیا تھا سو اسے آنا پڑتا۔ رامیش کے ساتھ ہی اسے سب کے علاوہ کبھی نے "وقتاً فوقتاً" دیکھا تھا، کبھی کسی کولڈ کارنر پر یا پھر کسی آئس کریم پارلر میں بیٹھے۔ کسی فاسٹ فوڈ ریسٹورنٹ کے باہر چھینا جھپٹی کرتے۔ سب کو اس کی ذات کو تنقید کا نشانہ بنانے کے لیے نیا موضوع ہاتھ آگیا تھا۔ کوئی بھی ان میں اصل رشتے کی حقیقت سے واقف نہیں تھا۔

میشا کی ذات وجہ تنقید اس لیے بھی تھی کہ اس نے کالج فنکشن کے بعد چند ایک اسٹیج پروگرام میں بھی گانا شروع کر دیا تھا۔ نہ صرف یہ بلکہ اس کی اپنی ذاتی کوششوں سے ایک آڈیو البم مارکیٹ میں آگیا تھا جو اس کی شناخت بن رہا تھا۔ اس کی مدھ بھری، پرسوز، سریلی آواز کے بارے میں کافی اچھے ریمارکس اخبارات میں آنے لگے تھے۔

اس کے ماموؤں کے گھروں میں اس پر تنقید تو خوب کی جاتی تھی مگر کسی نے آکر اس سے کوئی باز پرس کی تھی اور نہ ہی روکا تھا جبکہ نوفل، وقاص اس کے اس شوق پر کچھ ناراض بھی ہوئے تھے اسے شوبز کی پیچیدگیاں بھی سمجھائی تھیں مگر اس نے وعدہ کیا تھا کہ وہ اپنی حدود سے باہر نہیں نکلے گی۔

پھر رامیش اس کا بہت بڑا حامی تھا۔ آج کے ترقی یافتہ دور میں وہ میشا کے اس ٹیلنٹ کو دبائے رکھنے کے حق میں نہیں تھا۔ اس سب کو قائل کر لیا تھا۔ وہ ہی میشا کو مسلسل اکساتا رہتا تھا کہ وہ اب شوز وغیرہ میں باقاعدہ حصہ لینا شروع کر دے۔

گریجویشن کے بعد فارغ ہو کر پھپھو اسے اپنے گھر لے آئی تھیں۔ رامیش کے ساتھ اس کا زیادہ وقت گزرنے لگا تو اس نے اس کے اندر چھپے تمام ڈر اور خوف نکالنے میں مدد دی۔ رامیش کا دیا حوصلہ اسے نئی سمت سفر کی طرف لے جاتا تھا۔ رامیش کے کالج کا ایک میوزک گروپ بھی اس وقت سٹوڈنٹ میں کافی پاپولر ہو رہا تھا۔ رامیش نے میشا کو سرجس گروپ سے ملوا دیا تھا اور وہ دونوں مل کر شوز میں گانے لگے تھے۔

کچھ چیریٹی شوز کرنے سے اسے راتوں رات ایسی شہرت ملی کہ جس کا وہ تصور بھی نہیں کر سکتی تھی۔ اخبارات، میگزین وغیرہ میں اس کی اور سرجس کی تعریف میں کالم چھپنے لگے۔ اس کی شہرت سے اس سے زیادہ رامیش کو خوشی ہوئی۔ وہ جانتی تھی اس کے اس قدم سے اس کے ننھیال والے خوش نہیں ہوں گے۔

اس نے اپنے خدشات اور خیالات کا اظہار رامیش سے بھی مگر اس نے ڈانٹ کر بٹھا دیا۔

"یار اتنے عرصے سے تو وہ تمہاری خیر خبر لینے میں آسکے اور تم ہو ان کے ڈر سے اپنا ٹیلنٹ/ مستقبل تباہ کرنا چاہتی ہو اور کوئی نہیں تو کم از کم تمہارا ننھیال ہی تمہارے پیچھے تو آسکتا تھا۔"

کچھ حالات میشا نے رامیش کو اس وعدے کے ساتھ بتائے تھے کہ وہ کسی سے ذکر نہیں

کرے گا۔ اور کچھ باتیں وہ خود بھی جانتا تھا۔ ان کی ممانے عیشا کے بارے میں ان کو بتا رکھا تھا کہ اس کے والدین اپنی زندگی میں ہی اس کے مستقبل کا فیصلہ کر چکے ہیں۔ رامیش اس لیے اکثر اس کے منگیتر کے حوالے سے اسے چھیڑتا رہتا تھا حالانکہ وہ ثوبان کے بارے میں نہ جانتا تھا اور نہ یہ اس سے ملنے کا اتفاق ہوا تھا۔

نرجس اور اس نے ڈوئیٹ (دو گانے) گانوں کا البم تیار کیا تھا۔ رامیش کا خیال تھا کہ آڈیو کے ساتھ انہیں ویڈیو بھی مارکیٹ میں لانا چاہیے۔ نجانے اس پر عیشا کو پاپولر کرنے کا خبط کیوں سوار ہوا تھا۔ مگر فی الحال اس کی یہ امید ہی پوری نہیں ہو سکی تھی کیونکہ نرجس اپنے میڈیکل پروفیشن کی وجہ سے ویڈیو کے لیے ٹائم نہیں نکال سکتا تھا۔ اس کام کو اس نے بعد میں کرنے کے لیے اٹھا رکھا تھا۔

---

الحمرا میں "شام غزل" کے نام سے ایک بہت بڑا شو آرگنائز ہو رہا تھا۔ جس میں ملک بھر کا ٹیلنٹ جمع ہونا تھا۔ نئے پرانے، چھوٹے بڑے سنگرز اس پلیٹ فارم پر جمع ہونے والے تھے۔ عیشا کو بھی اس کے آرگنائزر نے انوائیٹ کیا تھا۔ عیشا اس گرینڈ شو میں پرفارم کرنے سے گھبرا رہی تھی مگر رامیش اس کی کسی گھبراہٹ کو خاطر میں ہی نہیں لا رہا تھا۔ آج بھی وہ چار گھنٹوں کی ریہرسل کے بعد تھک چکی تھی۔ رامیش اور نرجس کو برا بھلا کہہ رہی تھیں جنہوں نے اسے اس شو میں زبردستی حصہ لینے پر مجبور کیا تھا اور اب وہ دونوں اسے شاپنگ سنٹر لے آئے تھے۔

رامیش کا خیال تھا کہ وہ اس شو میں ساڑھی پہن کر جائے جس سے وہ اور بھی گریس فل لگے گی۔ کافی دیر تک تینوں ایک پسند پر متفق نہ ہو سکے تو رامیش دوسری طرف چلا گیا اور عیشا نرجس کے ساتھ دوسرے شوکیس کی طرف آگئی وہ مختلف رنگوں کی ساڑھیاں تھیں تبھی ماہ رخ اور زائرہ کی خوشی و حیرانی میں ڈوبی آواز اس کی سماعت سے ٹکرائی۔

"ممی —— وہ دیکھیں اپنی عیشا۔"

"اوہ مائی گاڈ۔" عیشا نے مانوس آوازوں پر مڑ کر دیکھا تو ماہ رخ اور زائرہ کے ساتھ آذر اور آنٹی افضہ بھی تھیں۔ وہ دونوں اس کی طرف لپکیں۔

"اپنی عیشا۔" انہوں نے جس گرمجوشی سے کہا اس سے عیشا کو کوئی خوشی نہیں ہوئی۔ اسے آنٹی افضہ کے ماتھے کی شکنیں صاف نظر آ رہی تھیں۔ آذر بھی اسے قدرے غصے سے دیکھ رہا تھا۔ اس نے ماہ رخ، زائرہ کے شکوے شکایتیں سنی تھیں۔ ان کے توصیفی و تعریفی جملے مصنوعی لگ رہے تھے۔ آخر ان کی باتوں سے اکتا کر وہ بولی۔

"آئی ایم سوری میں ذرا بزی ہوں آپ لوگ شاپنگ کرلیں پھر ملتے ہیں۔"

اس کے پر تکلف مغرورانہ انداز پر ماہ رخ، زائرہ جہاں حیران تھیں وہیں آنٹی افضہ کے تن بدن میں چنگاریاں جل اٹھی تھیں۔ جس نے ایک وقت میں اس لڑکی کے لیے آذر کو کس قدر بے نقط سنائی تھیں اور وہی لڑکی اب سرعام غیر لڑکوں کے ساتھ گھومتی پھرتی تھی۔ اب خاندان کی عزت کا کسی کو خیال نہیں تھا۔

عیشا فوراً ہی نرجس کی طرف متوجہ ہو گئی۔ افضہ مزید تاب نہ لاتے ہوئے بیٹیوں کو لے کر جیسے ہی مڑیں سامنے سے آتے ہوئے رامیش سے ٹکرا گئیں۔ رامیش نے انہیں ایک نظر دیکھ کر سوری کہا اور پھر ان کے درمیان سے گزر کر عیشا تک پہنچا۔ پھر بے تکلفی سے اس کے بازو کو تھام کر کھینچنے لگا۔

"کیم آن عیشا میں نے تمہارے لیے ساڑھی ادھر دوسرے کاؤنٹر پر پسند کرلی ہے آکر دیکھ لو پھر میں پیک کرواتا ہوں۔"

رامیش کے بے تکلفانہ انداز پر آنٹی افضہ

نے اونچی بلند آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔
"یہ لڑکی خوب خاندان کی عزت بڑھا رہی ہے۔"

بیٹا اور زائرہ ماں کو کھینچ کر لے گئیں۔ انہیں بیٹے کے کسی فعل پر اعتراض نہیں تھا۔ انہیں بیٹا ویسے بھی پسند تھی بس ماں کی وجہ سے دوریاں قائم تھیں۔ ان کا بس چلتا تو اپنی اس پاپولر کزن کے ذریعے شوبز کی دنیا میں خود کو متعارف کروا لیتی۔ مگر افسوس انہیں اس کے ٹھکانے کا پتہ نہ تھا۔ میشا نے آنٹی انفعہ کی بات سن لی تھی مگر اسے کوئی پرواہ نہیں تھی۔ وہ رامیش کی طرف متوجہ ہو گئی۔

"ہم نے ساڑھی پسند بھی کر لی ہے اور پیک بھی کروا لی ہے۔"

"تو نیور پیسے میری جیب سے جائیں گے اس لیے پسند بھی میری ہو گی۔"

"ویسے بھی تم دونوں کی چوائس بالکل رف ہے، تمہیں فیشن انفارمیشن تو ہوتی نہیں 'پسند کیا کیا ہو گا کم آن پلیز۔"

رامیش اسے بازو سے کھینچتا لے گیا تو سرجس کو بھی پیچھے جانا پڑا۔ رامیش نے دوسرے کاؤنٹر پر وہی ساڑھی پسند کی جو کہ یہ دونوں پیک کروا چکے تھے۔ سرج ساڑھی دیکھتے ہی ہنس پڑا۔

"نیشا ہماری چوائس رف ہے؟ اس لیے رامیش نے بھی وہی ساڑھی پسند کی ہے جو کہ ہم نے پیک کروائی ہے۔ اس کا مطلب ہوا رامیش کی چوائس بھی رف ہے۔ کوئی اور دیکھتے ہیں۔" دونوں بے ساختہ ہنسے پر رامیش نے برا سامنہ بنایا اور کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔

شفون جارجٹ کی سیاہ ساڑھی کے بارڈر پر سلور نگینوں سے ڈیزائن بنا ہوا تھا اور ساری ساڑھی پر کچھ کچھ فاصلے پر نگینے جڑے تھے۔ راستے میں اس نے رامیش کو آنٹی انفعہ کے بارے میں بتایا تو اسے نہ ملنے پر افسوس ہونے لگا۔

"او مائی گاڈ میشا تم مجھ سے انٹرویو تو کرواتیں پھر میں انہیں خوب جلاتا مگر افسوس تم بڑی بے وقوف ہو۔ ایک چانس مس کر دیا۔ خیر آئندہ سہی اب تو میں پہچان گیا ہوں۔" اس کی آنکھوں میں شرارت چمک رہی تھی۔ میشا اسے ہنستے ہوئے بتانے لگی۔

"انہوں نے گھر جاتے ہی فون کر کے سب کو بتایا ہو گا' خوب نمک مرچ لگا کر بتائیں گی کہ تم نے میرا بازو پکڑ کر کھینچا' تمہارا اور سرجس کا ذکر تو وہاں خصوصی طور پر ہو رہا ہو گا۔" رامیش کچھ کہنے کی چاہ کے باوجود اس کی دل آزاری کے خیال سے مزید کچھ کہتے کہتے رہ گیا۔

---

میشا کے ساتھ پہلے تو سبھی کے جانے کا پروگرام تھا مگر پھپھو کی اچانک طبیعت خراب ہو گئی تھی۔ سو وہ نہیں جا رہی تھیں۔ اویس بھائی کو ارجنٹ ڈیوٹی پر جانا پڑ گیا اور وقاص بھی گھر میں اپنے ساتھ کسی پرانے دوست کو لے کر داخل ہوا تھا جو اس کا یونیورسٹی فیلو رہ چکا تھا۔ اب وقاص بھائی کا جانا بھی ناممکن لگ رہا تھا۔

گھر والوں کی غیر موجودگی سے اس کا دل گھبرا رہا تھا۔ وہ نروس ہو رہی تھی۔ سرجس بھی ان کی طرف آ گیا۔ اس کے متزلزل ارادوں کو دیکھ کر وہ اور رامیش اسے سمجھانے لگے۔ سو بمشکل وہ تیار ہونے گئی۔ وہ تیار ہو کر جب آئی تو رامیش اور سرجس بھی ڈرائنگ روم میں بیٹھے تھے۔ پہلی بار وہ اس قدر اہتمام سے تیار ہوئی تھی اس لیے وہ بلا جھجک وقاص کے دوست کے سامنے نہیں جا سکی۔ رامیش کو آواز دے کر پکارا۔

"رمیے پلیز باہر آؤ۔" وہ جانتی تھی اس کے اس طرح بلانے پر وہ غصے میں اٹھ کر باہر آ جائے گا اور واقعی چند ساعت بعد وہ آ گیا اور پھر اس کا کان پکڑتے ہوئے خفگی سے کہا۔

"خبردار جو تم نے آئندہ مجھے اس طرح زنانہ

تم کے نام سے بلایا۔ ایک سال بڑا ہوں تم سے۔ بھائی جان کہا کرو، اس طرح بلاتی ہو جیسے میں تمہاری کوئی سہیلی ہوں۔"

"اچھا محترم بزرگوار بھائی جان صاحب ذرا ٹائم دیکھیے اور ان بڑے بھائی صاحب سے پوچھیے کہ چلنا ہے یا نہیں ورنہ پھر مجھ سے کچھ نہ کہیں اور وہ سرجس کیا اندر انٹرویو دے رہا ہے۔" سرجس کو بھی وہ رامیش کی طرح سمجھتی تھی وہ بھی اس کو بھائیوں کی طرح چاہتا تھا سو اس وقت بھی اس نے دونوں کو اپنی خفگی دکھائی۔

رامیش نے بغور اس کا جائزہ لیا۔ وہ ہمیشہ سے مختلف لگ رہی تھی۔ اس نے سفید نگینوں کا زبردست سیٹ پہن رکھا تھا۔ جس کی چمک سے اس کا چہرہ بھی جگمگا رہا تھا۔

"اوہ آج تو کلی گریں گے ذرا سنبھال کے قدم رکھنا نہیں تو ــــــ؟"

"شرم کرو کچھ اپنی بہن سے ایسی باتیں کرتے ہو۔" میشا نے فوراً بدلہ چکایا تو وہ ہنس دیا۔

"یار میں دیکھ رہا ہوں میشا کی کو بھی زکام ہو رہا ہے۔ اس کا رومال کہاں ہے؟" وہ اس کی بات پر فوراً ہی اسے مارنے لپکی۔ وہ بھاگ کر ڈرائنگ روم میں چلا گیا تو وہ بھی پیچھے ہی لپکی۔ اس وقت میں بھول گئی تھی کہ اندر وقاص بھائی کے ساتھ ان کا دوست بھی موجود ہے۔

"تم کان کھول کر سن لو میں تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گی۔" وہ اس کے سر پر کھڑی ہو کر چلانے لگی اور ساتھ ہاتھوں کا بھی استعمال کیا۔

"کیوں ملکہ عالیہ غلام سے ایسی کیا خطا ہو گئی جو اتنی بڑی سزا دی جا رہی ہے۔" وہ مسخرے پن سے بولا۔

"خطا کا تو میں ابھی بتاتی ہوں ہاں تمہیں مجھے ابھی کیا کہہ رہے تھے۔" وہ اسے مارنے کو لپکی تبھی وقاص نے اسے پکارا۔

"گڑیا۔" وقاص کی پکار میں سرزنش تھی وہ اور اس کا دوست دوسرے صوفے پر بیٹھے تھے ان کی آوازیں سن رہے تھے۔ وہ بوکھلا کر بولی۔

"سوری بھائی السلام علیکم وہ مجھے جانا ہے ناں دیر ہو رہی ہے۔" اس نے سرجس اور رامیش کو چلنے کا اشارہ کیا۔ وقاص نے اسے دوبارہ بلایا۔

"گڑیا ادھر آؤ میرے فرینڈ سے ملو۔"

اسے گھوم کر ان کے سامنے جانا پڑا۔ سامنے بیٹھے شخص کو دیکھ کر اس کا بوکھلانا فطری بات تھی شکر تھا کہ کسی نے ابھی اس کی بوکھلاہٹ نوٹ نہیں کی۔ البتہ سامنے بیٹھے شخص کی آنکھوں میں بھی حیرتیں چمک رہی تھیں۔

"ثوبان یہ میری بہن ہے میشا۔"

"صرف ان کی نہیں میری اور بڑے بھائی کی بھی ہے یعنی ہماری۔" رامیش نے آ کر فوراً لقمہ دیا۔

اتنی دیر میں میشا سنبھل چکی تھی۔ اسے تو امید ہی نہیں تھی کہ آئندہ کبھی سنی اس طرح ملے گا اور سنی بھی سوچ نہیں سکتا تھا کہ میشا کو وہ اپنے کسی دوست کے گھر میں اس حیثیت اور بدلی ہوئی حالت میں دیکھے گا۔ اس نے میشا کو ہمیشہ بے ترتیبی میں ہی دیکھا تھا۔ مگر آج اس کا انداز اس کی چھب ہی اور تھی۔

وہ خوبصورت دکھائی دے رہی تھی۔ شاید آج نگاہ ناز کا فرق تھا۔ وقاص نے رامیش کی بات پہ ہنستے ہوئے دوبارہ سلسلہ کلام جوڑا۔

"ثوبان حیران ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ ہماری ماموں زاد بہن ہے لیکن ہم تو سگی بہن ہی سمجھتے ہیں اور میشا ثوبان میرے ساتھ یونیورسٹی میں پڑھتا تھا۔ مما بابا اور اویس باہر ہوئے تھے گھر میں اور رامیش ہاسٹل میں رہے ہیں۔"

وقاص تفصیل سے بتانے لگا۔ میشا نے سرسری نگاہ ڈالی جس میں بے رخی و بے نیازی کے ساتھ اجنبیت کی کئی لہریں تھیں۔ سنی کا رویہ بھی کچھ اسی قسم کا تھا۔ دونوں نے اپنے رشتے کو

بھی گوارا نہ کیا۔

"وکی بھائی دیر ہو رہی ہے فنکشن شروع ہونے میں صرف آدھا گھنٹہ ہے۔ بیس منٹ کی تو ڈرائیو ہی ہے آپ نے چلنا ہے یا نہیں؟" میشا نے لاڈ بھری خفگی سے پوچھا تو رامیش نے بھی اپنے انداز میں احساس دلایا۔

"اور حضرات اگر دیر ہو گی تو ان کے ساتھ بپ کے انڈے ٹماٹر ہمیں بھی کھانے پڑیں گے۔ پھولوں کے ہاروں کے بجائے جوتوں کے ہار پہننا پڑیں گے' بھیا جی اٹھو اب کوچ کرو اس ڈرائنگ روم میں جی کا لگتا کیا۔" رامیش نے اونچے سروں میں تان لگائی تو ان کے ساتھ سنی بھی ہنس دیا۔ پھر اٹھ کھڑا ہوا۔

"او کے وکی میں چلتا ہوں۔" وقاص نے اسے روک لیا۔

"یار تم بھی چلو میں تو صرف کلپنگ کے لیے جا رہا ہوں کچھ شور میں اضافہ ہی ہو گا۔ پھر بہنا بھی خوش ہو جائے گی۔" وقاص کی شرارت پر وہ خفگی سے دیکھتی رہ گئی۔

"میں رامیش اور سرجس کے ساتھ جا رہی ہوں آپ نے آنا ہو گا تو آ جائیے گا ورنہ آپ کی مرضی۔" وہ ناراضگی سے باہر نکل گئی رامیش بھی اس کے پیچھے کہتے ہوئے نکلا۔

"میں تو ڈیئر سسٹر کو منانے جا رہا ہوں' آپ کی شکایت تو سمجھے ہیڈ آفس پہنچ جائے گی۔" وکی بھی اس کی بات سن کر ان کے پیچھے باہر آ گیا۔ وہ سرجس کی گاڑی میں بیٹھی تھی۔ رامیش بھی ان کے ساتھ بیٹھا تھا۔ وکی نے سنی کو زبردستی اپنے ساتھ بٹھایا اور سب روانہ ہو گئے۔

---

"ہال میں پہنچ کر سرجس اور میشا اسٹیج کے پیچھے چلے گئے تھے شام غزل کا افتتاح نہایت خوبصورت انداز میں ہوا تھا۔ میشا کے لیے بہت [illegible] نامور گلوکاروں کے درمیان بیٹھی تھی اور ان کے ساتھ گانے کا موقع مل رہا تھا۔ سنی کو میشا کی اس شہرت کا پتہ نہیں تھا اس نے سن رکھا ضرور تھا کہ میشا گانے لگی ہے مگر وہ اتنی شہرت حاصل کرے گی یہ اس کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔" وہ آج اسے پہلی بار سن رہا تھا۔ اس کی آواز کا سحر اسے مسحور کر رہا تھا۔ وہ اپنے آڈیو کا کوئی فرمائشی گیت گا رہی تھی۔

اس کی آواز کسی طلسم کی طرح ماحول پر پھیل رہی تھی۔ آواز اور ساز کی سنگت لاجواب تھی۔ سنی اس کے لفظوں میں کھونے لگا۔

میری زندگی کے ساتھ ساتھ غم رہا خوشی بھی رہی
میری پلکوں پہ آنسو' میرے ہونٹوں پہ ہنسی رہی
میرا بیتا وقت بھی عجب تھا
جہاں کوئی نہ میرے قریب تھا

ایک تو گیت کے بول اوپر سے گانے کا انداز بھی غضب ناک تھا۔ بہت زیادہ تالیوں کی گونج میں وہ اپنی سیٹ پر واپس پہنچی۔ سنی اسی شور سے چونکا۔ کمپیئر نجانے میشا کے بارے میں کیا کیا کہہ رہا تھا۔ تو یہاں سے بیٹھنا مشکل ہو گیا۔ میشا نے نجانے اس کے دل کے کسی تار کو ہلایا کہ وہ بے چین ہو گیا تھا۔ اسے ہوش نہیں تھا کہ پھر اسٹیج پر کون کون آیا۔ وہ تو بس میشا کو سوچ رہا تھا۔ اس کے گائے ہوئے گیت کے پس منظر کو کھوجنے میں لگا تھا۔ میشا اور سرجس اکٹھے اسٹیج پر آئے۔ کمپیئر نے نہ جانے ان سے کیا کہا کہ میشا بلش ہو گئی اور سرجس مسلسل مسکرا رہا تھا۔ پیچھے سے کسی غزل کی فرمائش کی جا رہی تھی۔

سنی پہلی بار کسی انجانے جذبے کو محسوس کر رہا تھا۔ حسد' رقابت یا کچھ اور اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا۔ وہ میشا اور سرجس کے تاثرات نوٹ کر رہا تھا۔ دونوں کی آواز پھر سے جادو جگا رہی تھی۔ دونوں کی آواز نے مل کر عجب سماں باندھ دیا تھا۔

تالیوں کی بے شمار شور نے یہ احساس دلا دیا تھا [illegible]

کہ ان کی آواز نے دلوں اور سماعتوں میں گھر بنا لیا ہے۔ شام غزل کے اختتام پر کمپیئر نے آئندہ پھر کسی ایسی شام کا وعدہ کیا۔ عیشا کا دوسرے پل میں جانا مشکل ہو رہا تھا۔ چاہنے والوں نے انہیں گھیر لیا تھا۔ فلیش لائٹس کی بہتات نے اسے گھبرا دیا حالانکہ اسے خوشی بھی ہو رہی تھی کہ اس کی پہچان دوسروں آنکھوں میں چمک رہی تھی وہ کچھ نروس سی آٹوگراف بکس پر تیزی سے آٹوگراف دے رہی تھی۔

کچھ پریس رپورٹرز اس کے اور سرجس کے ایک ساتھ گانے کو کچھ معنی پہنا رہے تھے۔ کسی خاص تعلق کو کھوج رہے تھے۔ سرجس اس صورت حال سے بوکھلا اٹھا تھا۔ عیشا تو پہلے ہی عشائیہ کا پروگرام کینسل کر کے رامیض کے ساتھ باہر کا رخ کر چکی تھی۔ سرجس بھی ان کے پیچھے بھاگا اور پارکنگ ایریا میں آ کر دم لیا۔ ابھی دونوں شوبزنس کے اسرار و رموز سے ناواقف تھے۔ پریس والوں کے رویے ان کے لیے بالکل اجنبی تھے۔

"یار یہ پریس والے ہر بات میں جذبات کو کیوں ڈھونڈتے ہیں۔ اب میرے اور عیشا کے ساتھ ساتھ گانے کو بھی وہ کسی جذباتی تعلق کا نام دینا چاہتے ہیں۔ نان سینس۔ آج سے پہلے بھی تو کئی پیئر سنگرز رہے ہیں۔ کیا ہم نے کوئی انوکھا کام کیا ہے۔"

سرجس شدید غصے اور جھنجلاہٹ میں جلا تھا اور اسی اثر میں رامیض سے بھی مخاطب تھا۔ رامیض نے جواباً" بے نیازی سے اظہار خیال کیا۔

"انسان اگر خود ٹھیک ہو تو اسے کسی کے کچھ لکھنے' یا کہنے سے کچھ فرق نہیں پڑتا' انہیں تو اپنے اخبارات کی سرکولیشن کے لیے اس قسم کی کہانیاں بنانا پڑتی ہیں۔ تم کیوں مائنڈ کرتے ہو جب دل میں کچھ ہے ہی نہیں اچھا اب اندر تو بیٹھو ناں گھر چلیں۔"

وقاص اور سنی شاید پہلے ہی نکل چکے تھے۔ وہ لوگ گھر آئے تو سنی کی گاڑی کھڑی تھی مگر وہ موجود نہیں تھا شاید وقاص نے اسے اس کے گھر ڈراپ کر دیا تھا۔

اگلے روز کے اخبارات میں شام غزل کے حوالے سے کئی خبریں لگی تھیں۔ عیشا اور سرجس کے بارے میں بھی وہی کچھ لکھا تھا جو ان سے پوچھا جا رہا تھا۔ مستقبل میں دونوں کی رفاقت کی پیشین گوئیاں کی گئی تھیں۔ عیشا نے خود کو اس قسم کی باتوں کے لیے تیار کر رکھا تھا اس لیے اسے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔

---

سنی کی گاڑی ان کے گھر میں کھڑی تھی۔ وقاص آفس جانے سے پہلے کہہ کر گیا تھا کہ سنی کے آنے پر وہ اسے اچھی طرح ٹریٹ کرے۔ پھپھو تو طبیعت خرابی کی وجہ سے کمرے سے باہر ہی نہیں نکل رہی تھیں۔ رامیض بھی کالج جاتے ہوئے اسے تاکید کرنے آیا تو وہ چڑ گئی۔ وہ ویسے بھی سنی سے سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی۔

"یار کل تم نے مجھ سے جھگڑا کرنے میں بے چارے ثوبان بھائی کو گھاس بھی نہیں ڈالی۔۔۔ اگر آج آئیں تو پلیز انہیں اچھی طرح ملنا' بھائی کے وہ بہت اچھے دوست ہیں۔"

"کیا ضروری ہے کہ میں انہیں ملوں' آئیں اور گاڑی لے کر جائیں جب وقاص بھائی نہیں ہے تو ان کے بیٹھنے کا کوئی جواز نہیں ہو گا۔" اس کی بیزاری پر رامیض نے حیرت سے دیکھا۔

"یار مینرز کی بات ہے۔ وہ بھائی کے دوست ہیں۔" رامیض نے اسے بات سمجھانے کی کوشش کی۔

"میرے پاس وقت نہیں ہے۔" اس نے ترخ کر کہا تو رامیض نے اس کا بغور جائزہ لیا۔

"کیوں کیا وجہ ہے تم تو گھر پر ہی ہو تا یا۔۔۔؟"

وہیں میں گھر رہی ہوں بس میرا دل نہیں چاہتا کہ میں اس قسم کے مغرور لوگوں کے سامنے جاؤں تم مجھے مجبور مت کرنا۔" رامیش نے اس کی اس طرح کہنے پر اپنا کوٹ سائیڈ پر رکھا اور پھر اس کے مقابل بیٹھ گئی۔

"آئی تھینک تم مجھ سے کچھ چھپانے کے باوجود چھپا نہیں پا رہی ہو آئی ایم رائیٹ۔" وہ بغور اس کا جائزہ لیتے ہوئے بولا۔

"جی نہیں، نہ ہی میں کچھ چھپا رہی ہوں اور نہ ہی کچھ بتانا چاہتی ہوں۔" اس نے رامیش سے آنکھیں چرائیں۔

"ہوں — ہوں اب تو مجھے پکا یقین ہو گیا ہے کہ ضرور ایسی کوئی بات ہے۔ تم ثوبان بھائی سے صرف کل ہی ملی ہو، ملی بھی کہاں ہو تم نے تو شاید ان کی ایک جھلک ہی دیکھی تھی اور تم انہیں مغرور لوگوں میں شمار کر رہی ہو جبکہ وہ تو کافی اچھے اور فرینک سے بندے ہیں ضرور دال میں کچھ کالا ہے۔"

"نہ تو کالا ہے نہ سفید تم جلدی سے کالج پہنچو تمہیں دیر ہو رہی ہے۔" وہ اس کی بات کاٹ کر بولی۔

"تم سے پوچھے بنا تو اب میں ایک انچ بھی نہیں کھسکوں گا جلدی سے اگل دو ورنہ یہیں بیٹھا ہوں۔" وہ اطمینان سے بیٹھتا ہوا بولا۔

"کہہ تو رہی ہوں کوئی بات نہیں ہے تم جاؤ۔" وہ ان کو باہر کی طرف دھکا دیتے ہوئے بولی۔

"کوئی بات تو ہے تم ہمارے سب دوستوں سے ملتی ہو، ان کے آنے پر تم خوش بھی ہوتی ہو پھر ثوبان بھائی کے لیے۔"

"ہاں میں ان سے نہیں ملنا چاہتی تم نہیں جانتے وہ میرے کزن ہیں۔" وہ غصے میں اصل بات بتا بیٹھی۔

... رامیش اس کی بات سنتے ہی ایکدم اچھل کر کھڑا ہو گیا اور حیرانگی سے اسے دیکھنے لگا۔

"کیا — واقعی وہ تمہارے کزن ہیں؟ کیا غضب کے ایکٹر ہو تم دونوں۔"

"کل تو تم دونوں نے ذرا بھی احساس نہیں ہونے دیا، کہیں یہ "وہ" والے کزن تو نہیں ہیں؟" رامیش نے اشتیاق کے عالم میں پوچھا تو میشا نے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔

"کون سے والے؟"

"لو ہو یار کھانے کو تو نہ دوڑو میرا تو ویسے بھی اس وقت حیرت سے برا حال ہے۔ تم نے تو صبح ہی صبح نیوز ہی بمباسٹک سنائی ہے۔"

"اچھا سنو اب اور کسی کو نہ بتا دینا ورنہ۔" میشا نے اسے تنبیہ کی تو وہ شرارت سے مسکرا دیا۔

"ڈونٹ وری کبھی نہیں ویسے میں نے گیس لگایا ہے یہ ثوبان صاحب تمہارے "وہی والے کزن ہوں گے" آئی مین جن سے تمہاری بچپن میں منگنی ہوئی تھی، دوسرے لفظوں میں تمہارے "ٹھیکرے کی منگ" یار آخر یہ ٹھیکرے کی منگ کیا ہوتی ہے کیا منگنی رنگ کے بجائے مٹی کا ٹھیکرا پہنایا جاتا ہے۔" وہ اب بھی مذاق کرنے سے باز نہیں آ رہا تھا۔

"زیادہ تنگ نہ کرو مجھے اور یہ کوئی ضروری نہیں ہے کہ بچپن کے فیصلوں کو بڑے ہو کر بھی قبول کیا جائے۔" اس کے لہجے میں تلخی تھی۔

"ہاں بالکل ضروری نہیں اس کا مطلب ہے یہ وہی ہیں۔ میشا میں حیران ہوں اس وقت میری مما جانی کہاں تھیں۔ ان کے دل میں ہمارے لیے کم از کم میرے لیے ہی تم کو ریزرو کر لیتیں، میں بھی کچھ انجوائے کر لیتا۔" رامیش کے انداز میں بھرپور شرارت تھی۔

"بکواس مت کرو چلو جاؤ یہاں سے۔" وہ بگڑ کر بولی۔

"چلا جاتا ہوں مگر پہلے بتاؤ تم جو اتنی اکڑ دکھا رہی ہو کہ مغرور بندے سے ملنا نہیں چاہتیں لیکن اسی مغرور بندے کے ذکر پر لال بھبوکا کیوں ہو رہی ہو۔" وہ اس کے چہرے کو دیکھتے ہوئے شرارت سے بولا۔

"سنو رامیش تم مجھے مسلسل غصہ دلا رہے ہو، میں پھپھو جان سے تمہاری شکایت کروں گی۔"

"ضرور کرنا میں بھی کہوں گا لڑکی کو رخصت کرنے کا انتظام کریں، آج کل اسے غصہ بہت آ رہا ہے۔ کہیں اسی غصے میں کسی کا سر پھوڑ دے اور ویسے بھی ان کے منگیتر صاحب بھی یہاں آتے رہتے ہیں اگر ان پر وار کر دیا تو 302 کا مقدمہ بن جائے گا خواہ مخواہ ہم سب پھنس جائیں گے۔" رامیش کی مسلسل چھیڑ خانی سے اس کے احساسات مضطرب ہو گئے اور وہ بری طرح رو دی۔

"اوہو.... یہ کیا ابھی تو رخصت نہیں کرنے گئے، پہلے تو دھوم دھڑکا ہوگا، ڈھولک بجے گی گیت گائے جائیں گے، میں خود گاؤں گا، کیا ہوا جو میری آواز بھونڈی ہے پھر بھی اپنی بہنا کے لیے تو ضرور گاؤں گا۔"

بنو رانی بڑی دلگیر وے
کندھا ڈولی نوں دے جاویں ویرے وے
کندھا ڈولی نوں دے جاویں ویر وے

رامیش نے میز بجاتے ہوئے نجانے کس زمانے کا گانا بڑے دلسوز انداز میں گایا تو یشا نے بچوں کی طرح آستین سے اپنی ناک پونچھی پھر غصے سے اس کی طرف تکیہ اچھالا۔

"نہیں میں تم سب پر بوجھ بن گئی ہوں نا، او کے میں پھر سے ہاسٹل شفٹ ہو جاؤں گی۔ یونیورسٹی میں مجھے ایڈمیشن تو لینا ہی ہے۔ کچھ عرصہ پہلے ہی سہی پھر بھی تم لوگوں کو اپنی شکل نہیں دکھاؤں گی۔"

"وہ تو ہر لڑکی سسرال جا کر بہن بھائیوں اور والدین کو شکل دکھانا بھول جاتی ہے۔ تم کونسا انوکھا کام کروں گی؟" رامیش اسے ستانے کے موڈ میں تھا۔

"ناؤ یو گیٹ آؤٹ فوراً نکلو میرے کمرے سے ورنہ۔" وہ غصے میں چیخ پڑی تو رامیش ہنستے ہنستے اٹھ کھڑا ہوا۔

"جو حکم سرکار عالیہ ایک گزارش ہے ثوبان بھائی سے بھائی کا دوست سمجھ کر ہی اچھا بی ہیو کر لینا پلیز۔"

"میری کمپنی اور اچھا بی ہیو ایسے لوگوں کے لیے نہیں ہے۔ میں ویسے بھی ابھی سر جس کے گھر جا رہی ہوں۔ ہم نے ایک گیت کے متعلق ڈسکس کرنا ہے۔" وہ جلدی سے کھڑی ہوتے ہوئے بولی۔

"کیا.....؟ تم تم کہیں نہیں جاؤ گی ورنہ میں مما سے سب کچھ کہہ دوں گا۔" رامیش سنجیدہ ہو گیا اور جاتے جاتے مڑ آیا۔

"ڈیئر سسٹر یہ مسئلہ نہ تو اتنا گمبھیر ہے کہ تم اسے اپنی انا کا مسئلہ بنا لو اور اتنا نازک ہے کہ تمہارے کہنے یا ان کی بے نیازی سے ٹوٹ سکے۔ یہ دنیا سے چلے جانے والوں کی شدید خواہش تھی۔ ان کی آخری خواہش رد کرنا اتنا آسان نہیں ہے۔ پھر بھی اگر وہ تمہیں قبول نہیں کرتے تو ہم گرے ہوئے نہیں ہیں کہ تمہیں جھکنے کے لیے کہیں گے، ہمیں تمہاری عزت زیادہ عزیز ہے۔ لیکن اس طرح چھپ کر یا کترا کر تمہیں خود کو کمزور ظاہر نہیں کرنا چاہیے۔ سنو مما ویسے بھی ایک آدھ سال میں تمہیں رخصت کرنے کا ارادہ رکھتی ہیں۔ اگر تمہارے سسرال والے پیش قدمی نہیں کریں گے تو وہ کسی اور جگہ تمہارے لیے تلاش کریں گی۔" اس وقت وہ بے حد سنجیدہ دکھائی دے رہا تھا۔

"لیکن میں اب ان لوگوں کے بارے میں



CS CamScanner

سوچنا بھی نہیں چاہتی تم نہیں جانتے رامیش سنی بھائی میرے ساتھ کس طرح کا سلوک کرتے تھے۔ جیسے میری کوئی حیثیت ہی نہ ہو۔ وہ سمجھتے تھے میں زبردستی ان پر مسلط ہوں۔ اس میں میرا کیا قصور ہے۔ یہ تو ماموں جان اور ممی کو سوچنا چاہیے تھا۔ انہوں نے بلا سوچے سمجھے فیصلہ کیا تھا۔ میں نے تو نہیں کہا تھا اور وہ آذر بھائی اس کے ارادے تو اچھے ہی نہیں تھے۔ شاید اسی لیے آنٹی افشاں مجھے ایک نظر دیکھنا بھی پسند نہیں کرتی تھیں' میرا وہاں دم گھٹتا تھا پھر بھی میں وہاں رہنے پر مجبور تھی مگر۔۔۔۔؟"

اس کی آنکھوں میں بیتے دنوں کے کئی دکھ آنسوؤں کی صورت جھلملانے لگے۔ رامیش نے دل میں اس کا درد محسوس کیا مگر اس پر ظاہر نہیں کیا۔ جانتا تھا اسے احساس دلایا تو وہ رونے بیٹھ جائے گی اور اسے سنبھالنا مشکل ہو جائے گا۔

"ریلی۔۔۔ اچھا ہوا تم نے مجھے بتا دیا' اگر سنی بھائی کا ایسا کوئی ارادہ ہوا میرا مطلب ہے کبھی ان کی پیش رفت ہوئی تو میں مما کو بتا دوں گا' تمہارے ساتھ زبردستی تھوڑی کریں گے۔" رامیش کی ذرا سی ہمدردی پر وہ کی پی کر معصومیت سے ہنس دی۔

"میرا کالج جانا تو مس ہو ہی گیا ہے تم اٹھو تیاری پکڑو میں بھی سر جس سے مل لوں گا۔ ویسے بھی تو کل کے شو کے حوالے سے ڈسکشن کرنی ہے۔ پھر تمہیں واپسی پر آئس کریم بھی کھلانی ہے۔"

آخر رامیش نے اسے خوش کرنے کے لیے مسکا لگایا۔ وہ بھی جلدی سے اٹھ کر باتھ روم میں گھس گئی۔ منہ پر پانی کے چھینٹے مار کر بالوں میں اوپر ہی اوپر برش چلایا' ساتھ ہی اپنے حلیے کی درستگی کی۔ وہ سیاہ ٹراؤزر اور گلابی کرتے میں ملبوس تھی۔ کرتے پر سیاہ دھاگے سے خوبصورت کڑھائی ہوا تھا

مطمئن ہو کر وہ باہر آئی اور اپنے جوگرز پہنتے ہوئے عجلت میں گلے میں سیاہ و گلابی رنگوں کے امتزاج سے بنا لانگ اسکارف ڈالا۔ رامیش مسلسل اپنی بائیک کا ہارن دے رہا تھا۔ ابھی وہ رامیش کے پیچھے اس کی بائیک پر بیٹھی ہی تھی کہ سامنے سے آتے ثوبان کو دیکھ کر اس کا منہ بن گیا۔

"لو آ گئے پراؤڈ مین۔"

"اب نیچے اترو پلیز۔" رامیش نے سرگوشی میں ذرا سی گردن گھما کر کہا' پھر بائیک بند کر دی۔ عیشا کو ناچار اترنا پڑا۔ رامیش نے زبردستی ثوبان کو اندر کھینچا پھر ذرا رک کر پیچھے آتی عیشا کو مخاطب کیا۔

"عیشا سسٹر اس وقت پلیز چائے تم بنانا جیسے بے نہ کہنا سچ بھی اس نے اچھی چائے نہیں بنائی تھی۔" وہ بالکل خاموشی سے ان سے بھی پہلے آگے ہو کر اندر بڑھ گئی۔ سنی رامیش کی بے تکلفی پر کچھ حیران سا تھا۔ رامیش اور وہ آپس میں رسمی سی باتیں کرتے رہے۔ ایک دو بار اس نے عیشا کا ذکر بے ساختگی کے ساتھ کیا بھی مگر ثوبان کے چہرے پر کوئی تاثر نہیں ابھرا۔

عیشا نے بھی بے نیازی کے ساتھ چائے سرو کی تھی۔ رامیش دل ہی دل میں دونوں کی ایکٹنگ کو سراہ رہا تھا۔

"دونوں ہی زبردست پرفارمر ہیں انہیں تو بالی وڈ میں ہونا چاہیے۔" رامیش نے عشنا کو نظروں ہی نظروں میں چھیڑنے کی کوشش کی مگر وہ معذرت کر کے سنجیدگی سے پلٹ گئی۔

سنی نے کسی بھی چیز کو ہاتھ نہیں لگایا صرف چائے پی کر جانے کے لیے اٹھ کھڑا ہوا۔

"اوکے اب میں چلتا ہوں۔" وہ رامیش کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔ نہ جانے کیا بات تھی جس نے اسے اپ سیٹ کر دیا تھا۔

"ارے آپ نے تو صرف چائے پی ہے اور کچھ لیا ہی نہیں۔" رامیش نے جان بوجھ کر اسے

جاتے جاتے ٹوکا۔
"کھائے بھی صرف تمہاری وجہ سے ہی ہے ورنہ میں ناشتہ کر کے گھر سے نکلا تھا۔" ثوبان کے لہجے میں مروت تھی۔
"ڈیل پھر کبھی لنچ یا ڈنر پر آپ آیئے گا ہماری عیشا کے ہاتھ میں کافی لذت ہے جتنا اچھا یہ گاتی ہے اتنا ہی اچھا پکاتی ہے۔"
عیشا دیکھنے آئی تھی وہ فارغ ہوئے ہیں یا نہیں۔ ٹرالی واپس پہنچاتے ہوئے رامیش کی بات پر وہ برا سا منہ بنا کر رہ گئی۔ جبکہ سنی کے لبوں پر بے یقینی کے ساتھ تمسخرانہ مسکراہٹ عود کر آئی۔ اس نے بھی عیشا کو سنانے کے لیے ذرا بلند آواز میں اظہار خیال کیا۔
"کسی کو بے وقوف بنانے کا یہ سب سے ایزی طریقہ ہے۔"
"آپ کی کوئی بہن نہیں ہے ناں اس لیے آپ کو نہیں معلوم بہنوں کو خوش کرنا کتنا مشکل کام ہے۔ ان کی خوشی کے لیے بٹرنگ بہت ضروری ہے' سمجھا کریں یار۔" رامیش نے رازداری سے دوستانہ انداز میں کہا تو سنی ہنس دیا۔
"تھینکس گاڈ مجھے ایسی بٹرنگ نہیں کرنا پڑتی۔"
"اپنوں کے لیے ایسا کرنے میں بھی بڑا مزا ہے لیکن عیشا کے بارے میں میں نے آپ سے جھوٹ نہیں کہا۔ وہ واقعی اچھا کھانا بناتی ہے۔" اس سے پہلے کہ ثوبان مزید کچھ کہتا عیشا نے پھر جھانک کر بنا کسی لحاظ کے رامیش کو مخاطب کیا۔
"رامیش اب چلو بھی' سرجس کا پھر فون آیا ہے۔ وہ ہمارا انتظار کر رہا ہے اور تم ہو کہ یہیں بیٹھے ہو ابھی۔" اس نے پھر ثوبان کو نظر انداز کر دیا۔ سنی اپنی توہین محسوس کرتے ہوئے پیچ و تاب کھاتے ہوئے باہر نکل کر گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔ رامیش عیشا کو گھورتے ہوئے اس کے پیچھے لپکا اور الوداعی مصافحہ کیا۔ سنی بھی گڈبائے کہتا گاڑی ریورس کر کے زن سے لے اڑا۔

ایف ایم (ریڈیو چینل) پر وہ اور سرجس مشترکہ انٹرویو دے کر آ رہے تھے۔ واپسی پر سرجس کی گاڑی کا ٹائر پنکچر ہو گیا۔ اس کے پاس گاڑی میں اسٹپنی بھی نہیں تھی۔
رات کا پہلا پہر چل رہا تھا۔ قریب کیا سرجس کو دور تک بھی ٹائر ریپئرنگ کے لیے کوئی ورکشاپ یا ذریعہ نظر نہیں آ رہا تھا۔ عیشا کے ساتھ ہونے کی وجہ سے سرجس نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ کسی لوکل ٹرانسپورٹ پر عیشا کو پہلے گھر چھوڑ کر پھر گاڑی کا کچھ کرے گا۔ مگر وہاں دور دور تک کسی رکشہ ٹیکسی کا گزر نہیں اور ذاتی کنوینس والے بھی اکا دکا ہی گزر رہے تھے۔
سرجس نے آخر اپنی گاڑی کو لاک کیا اور سڑک کی طرف پیدل ہی چل پڑے۔ اس کے علاوہ ان کے پاس کوئی چارہ نہیں تھا۔ سرجس رامیش کے بارے میں سوچ کر مسکرا دیا۔ وہ ہمیشہ اس کی گاڑی کو "دغاباز حسینہ" کہا کرتا تھا۔
"تھینکس گاڈ رامیش نہیں ہے ورنہ اس نے میرا جینا محال کر دینا تھا۔" وہ ماحول کی خاموشی کو توڑنے کے لیے بولا۔
"وہ تو اسے جیسے ہی خبر ہو گی وہ پھر تمہیں اس دغاباز حسینہ سے پیچھا چھڑانے کا مفت مشورہ دے گا کہ جلد از جلد اس کھٹارا کو خیرات میں دے کر ثواب کماؤ اور اپنے پاپا کو جیب ہلکی کروا کر کوئی نیا ماڈل خریدو' آخر کب تک اپنے ساتھ ہمیں بھی خوار کرتے رہو گے۔" عیشا نے قہقہہ لگا کر بڑے مزے سے کہا۔
"مائی ڈیئر فرینڈ اسے کھٹارا کہہ کر تم میری کار کی توہین کر رہی ہو۔ یہ اچھی بات نہیں ہے۔" سرجس نے مصنوعی خفگی سے کہا تو عیشا پھر بے ساختہ ہنس دی۔
"میں ہی کیا سب ہی کہتے ہیں ہمیشہ بیچ راہ میں

تو دکھانا شروع کر دیتی ہے اور پھر میں تو تمہیں اپنی کے خیالات بتا رہی ہوں جو وہ آئندہ نسل قریب میں تمہاری کار کی شان میں قصیدے کی صورت میں بیان کرے گی۔"

کچھ فاصلہ تو اسی قسم کی باتوں میں کٹ گیا آخر عیشا نے فٹ پاتھ پر دھم سے بیٹھ کر کہا۔

"بس جی اب میری ہیل مجھے مزید چلنے نہیں دے گی۔" مجبوراً سرجس کو بھی رکنا پڑا پھر قدرے جھلا کر بولا۔

"ایک تو تم لڑکیوں کو ہیل پہننے کا خبط نجانے کیوں سوار رہتا ہے۔ اچھا بھلا ساڑھے پانچ فٹ قد رکھتے ہوئے بھی تین چار انچ کی ہیل پہننے کی کیا تک ہے، جس سے چند قدم چلا بھی نہیں جاتا۔"

"آخر تم لوگوں کے شانہ بشانہ جو چلنا ہوتا ہے۔ اور پھر یوں میرے تو تینوں بھائی اتنے لمبوں ہیں کہ بھی بھی میں ان کے آگے خود کو ٹھگنی محسوس کرتی ہوں۔" وہ اسے نئی اطلاع بہم پہنچا رہی تھی۔

کافی دیر ٹیکسی، رکشے کا انتظار کرنے کے بعد وہ بولا۔

"سرجس ایسا کرتے ہیں کسی سے لفٹ لینے کی ٹرائی کرتے ہیں کسی لوکل کنوینس کا ادھر ملنا ناممکن ہے۔"

"ہاں ہمیں تو ضرور کوئی لفٹ دے گا جانتی نہیں ہو لفٹ دینے والوں کو کیسے کیسے خبردار کیا جاتا ہے۔ لفٹ لینے والے کیسی کیسی وارداتیں کر جاتے ہیں اور پھر لفٹ دینے والوں کا بھی کوئی اعتبار نہیں میرے ساتھ جوان جہان، تھوڑی سی شہرت یافتہ حسین و جمیل لڑکی دیکھ کر کسی کی نیت خراب ہو گئی تو میں اکیلا بیچارا غریب کیا کروں گا میرے پاس تو تمہیں بچانے کے لیے ہمت پرواز بھی نہیں ہے کہ کسی ہیرو کی طرح تمہیں کندھوں پہ لاد کر دوڑ لگا سکوں۔"

"اپنا خیال اپنے پاس رکھو۔" سرجس نے اس کے مشورے پر چڑ کر اس کا مذاق اڑانے کی کوشش کی مگر عیشا لاپرواہی سے دو قدم آگے بڑھ گئی۔

"بھئی کچھ بھی نہیں ہوتا آخر رکشے ٹیکسی والوں پر بھی تو اعتبار کرتے ہیں۔" کہنے کے ساتھ ہی اس نے دو قدم آگے بڑھ کر دور سے آتی گاڑی کو اشارے سے روکنے کی کوشش کی مگر وہ زن سے گزر گئی۔

کئی گاڑیاں اسی طرح گزر گئیں۔ کوئی ٹیکسی وغیرہ اگر سڑک پر نظر بھی آئی تو پہلے سے لوڈڈ ہوتی۔ اندھیرا مزید پھیل جانے سے سرجس کے ساتھ عیشا بھی فکر مند تھی۔ سنسان سڑک پر کوئی رحم کرنے کے موڈ میں نہیں تھا آخر عیشا پاؤں پٹختی دوبارہ فٹ پاتھ پر آ بیٹھی۔ سرجس اس کی جھنجلاہٹ سے محظوظ ہوا۔

"جتنی انرجی تم نے یہاں خرچ کی ہے اگر اتنی ہی ہمت کر کے کچھ دور اور چل لیتیں تو اچھا نہیں تھا۔"

"میں کیا کروں میرے تو پاؤں میں آبلے بھی پڑ گئے ہیں۔ بھائی اور پھپھو جان فکر مند ہو رہے ہوں گے۔" وہ بچوں کی طرح لگتا تھا ابھی رو دے گی۔

"پلیز — پلیز رو نہ دینا ورنہ کوئی سمجھے گا زبردستی لے کر جا رہا ہوں اور اگر کوئی رپورٹر شپوٹر دیکھ لے گا تو کل کے سارے اخباروں میں نمک مرچ بلکہ مصالحے اور خبر لگی ہوگی، خصوصاً میں کوشش کرتا ہوں۔" سرجس نے اسے بسورنے پر تنبیہ کی اور پھر خود سڑک کی طرف بڑھ گیا۔

چند ایک نے رفتار دھیمی کر کے ادھر دیکھنے کی صرف زحمت گوارہ کی اور پھر آگے ہی آگے تیزی سے گزر گئے۔ ایک دو موٹر سائیکل سوار کچھ فقرے اچھالتے گزرے تو سرجس دل ہی دل میں صلواتیں سناتا رہ گیا۔

آخر عیشا ہمت کر کے اس کے برابر آ کھڑی

ہوئی۔ کافی دیر بعد دور سے چمکتی ہیڈ لائٹس کو دیکھ کر سرجس بیچ سڑک میں جا کھڑا ہوا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اسے حالات کی سنگینی کا بھی احساس ہو رہا تھا۔ ان کی قسمت اچھی تھی یا پھر گاڑی ڈرائیو کرتی ہستی رحم دل تھی۔ سرجس سے دو فٹ پہلے ہی گاڑی رک گئی۔ اندر بیٹھی ہستی نے جب گاڑی سے سر باہر نکالا تو عیشا کو تو جیسے کسی نے بجلی کی تار سے چھو لیا ہو۔ وہ بدک کر پیچھے ہٹ گئی کیونکہ اندر بیٹھی ہستی ثوبان شریخ کی تھی۔ جسے وہ گاڑی کے اندر جلتی روشنی سے اچھی طرح پہچان گئی تھی۔ مگر شاید ثوبان نے اندھیرے کی وجہ سے اسے پہچانا نہیں تھا۔

سرجس نے جھک کر صورت حال سے آگاہ کیا تو اس نے اپنی گاڑی کا پچھلا دروازہ کھول دیا۔ سرجس کے لیے تو یہ غیب سے امداد تھی وہ تو فوراً بصد شکر پیچھے بیٹھ گیا۔ جبکہ عیشا اس کے ساتھ جانے پر دل سے آمادہ بھی نہیں تھی اور سرجس پر کچھ ظاہر بھی نہیں کرنا چاہتی تھی۔ مجبوراً سرجس کے ساتھ پیچھے بیٹھ گئی۔

ان کے اندر بیٹھتے ہی ثوبان پر بھی جیسے بجلی گری، عیشا کو دیکھ کر وہ بھی حیرت زدہ تھا۔ آج تک وہ آنٹی افضہ کی باتوں پر کان نہیں دھرتا تھا حالانکہ انہوں نے شاپنگ سینٹر والے واقعہ کو خوب نمک مرچ لگا کر سب کو سنایا تھا مگر اسے کوئی پروا ہی نہیں تھی۔ مگر آج اپنی آنکھوں سے سرجس کے ساتھ اس وقت تنہا ویران سڑک پر دیکھ کر اسے جس قدر غصہ آیا تھا اسے اپنی کیفیت پر خود بھی حیرت تھی۔

بیک ویو مرر میں عیشا سے نگاہیں ٹکرائیں تو دونوں کی آنکھوں میں شعلوں کی لپک تھی۔ سنی کا دل چاہا کہ انہیں یہیں اتار دے لیکن وہ اب ایسا نہیں کر سکتا تھا۔ وہ لوگ اندر بیٹھ چکے تھے اور گاڑی بھی اسٹارٹ کی۔

کچھ توقف کے بعد سنی نے تیزی سے گاڑی آگے بڑھائی۔ سرجس نے بھی اسے پہچان کر دانش بھائی کے ساتھ ان کے گھر پر ہوئی ملاقات کا حوالہ دے کر اپنا تعارف کروایا۔ جس پر سرجس نے پہلے اپنے گھر اترنے کی فرمائش کی وہ کسی دوسرے ذریعے سے اپنی گاڑی ورکشاپ پہنچانے کا انتظام کرنا چاہتا تھا سو اس نے عیشا کو اسی کے گھر تک پہنچانے کی ذمہ داری سونپ دی تھی۔

سرجس کو پہلے اس کے گھر ڈراپ کر کے گاڑی آگے بڑھاتے ہی ثوبان نے درشتگی سے پوچھا۔

"کہاں سے آ رہی تھیں اس وقت؟" عیشا نے حیرت سے سر اٹھایا۔ اسے سنی سے کسی قسم کی گفتگو کی توقع نہیں تھی۔

"یہ حق صرف میرے گھر والوں کو حاصل ہے اور میں جہاں کہیں بھی جاتی ہوں ان کے علم میں ہوتا ہے۔" عیشا کا لہجہ بھی خود بخود برہم ہو گیا۔

"ہمارے والدین کے توسط سے ہم میں ایک خونی رشتہ بنتا ہے۔ جس کی وجہ سے مجھے یہ حق ہے کہ میں تم سے باز پرس کروں۔" پھر وہ بے رخی سے گویا ہوا۔

"مجھے کوئی شوق نہیں ہے تم پر حق جتانے کا، اگر مجھے یہ حق مل بھی رہا ہو تو میں قبول نہیں کروں گی۔" اس کے لہجے کی رعونت پر عیشا جل کر بولی۔

"خدا ایسا دن کبھی نہ لائے جب آپ کو مجھ سے متعلق کوئی حق ملے۔"

عیشا نے کھڑکی کی طرف رخ پھیرنے سے پہلے دیکھا تھا کہ سنی کی آنکھوں میں غصہ بھرا ہوا ہے۔ پھر گھر تک دونوں کے درمیان خاموشی رہی۔

عیشا دل میں عجیب سا محسوس کرنے کے باوجود خود کو اس سے اس لہجے میں بات کرنے میں حق بجانب سمجھ رہی تھی۔ عیشا کو گھر سے باہر ہی اتار کر وہ آگے بڑھ گیا تھا۔ عیشا نے بھی اسے نہ



CS CamScanner

ہی اندر آنے کے لیے کہا تھا اور نہ ہی رسمی طور پر بھی شکریہ ادا کرنے کی کوشش کی تھی۔

وہ اندر آئی تو صرف پھپھو ہی تھیں جو دیر ہو جانے پر فکرمند تھیں اس نے تمام صورت حال سے انہیں آگاہ کیا۔ صرف ثوبان کا ذکر نہیں کیا۔ رامیش کی غیر موجودگی پر شکر کا کلمہ پڑھتی ہوئی وہ اپنے کمرے میں آگئی۔

حسب معمول ڈنر کے بعد وہ اور رامیش لان میں ٹہلنے نکلے تو رامیش نے اس کے انٹرویو کے بارے میں پوچھا کہ کیسا ہوا؟ رامیش کے پوچھنے پر اس نے شام کی ساری روداد سناتے ہوئے بے دھیانی میں ثوبان کے لفٹ دینے کا تذکرہ بھی کر دیا۔ رامیش تو ایکدم اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ پھر بے یقینی سے استفسار کیا۔

"تم ثوبان بھائی کے ساتھ آئی تھیں۔ انہوں نے تمہیں صحیح سلامت چھوڑ دیا۔" اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔

"کیا ... کیا مطلب ہے؟" ان کے لہجے میں حیرت تھی۔

"بقول تمہارے وہ کافی خونخوار واقع ہوئے ہیں۔ اس لیے مجھے حیرت ہے کہ۔"

"کوشش اور ارادے تو ان کے مجھے ایسے ہی لگ رہے تھے مگر میں نے بھی ایسا منہ توڑ جواب دیا تھا کہ اپنا سا منہ لے کر رہ گئے تھے۔ سمجھ رہے تھے میں اب بھی ان سے ڈر جاؤں گی، مجھ سے جواب طلبی فرما رہے تھے۔ وہ مجھ پر حق ہی کیا رکھتے ہیں کسی قسم کی بازپرس کا۔"

عیشا کا موڈ آف ہو گیا۔ رامیش نے اس کی بات سنی اور پھر سنجیدگی سے بولا۔

"ڈیئر سسٹر تم خود جانتی ہو ثوبان بھائی کا لہجہ شروع ہی سے تمہارے ساتھ ایسا رہا ہے۔ اکھڑ اور بے لحاظ، لیکن اس وقت بھی جب وہ تمہیں ہمدردی میں ایک غلط انسان سے بچا لائے تھے پھر تم اب کیوں مائنڈ کرتی ہو۔"

"مجھے اس وقت اتنا برا اس لیے نہیں لگتا تھا کہ ان سے میرا کزن کے علاوہ ایک اور بھی رشتہ تھا جس کی رو سے وہ مجھے ڈانٹنے کا حق رکھتے تھے مگر انہوں نے خود اس تعلق کو توڑنے کا اعلان کیا تھا۔ میری بے عزتی کی تھی۔ اب انہیں کوئی حق نہیں پہنچتا ہے کہ وہ اس قسم کے لہجے میں بات کریں یا مجھ پر کوئی حق جتائیں۔"

عیشا کی صاف گوئی پر رامیش کے لبوں پر شریر مسکراہٹ آگئی۔

"اگر وہ اپنے حقوق بحال کرنا چاہیں تو تمہارا ردعمل کیا ہوگا۔"

"پلیز رمی مجھ سے اس ٹاپک پر بات نہ کرو۔ اب ثوبان شریخ کی میرے نزدیک کوئی اہمیت نہیں ہے۔"

"بات تو دل کے اہمیت کی ہے، کیا تمہارا دل میں بھی اس کی کوئی اہمیت نہیں ہے؟" رامیش نے برلو وقت اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے پوچھا تو وہ نگاہیں چرا گئی اور پھر بات بدلتے ہوئے بولی۔

"آج تو میں چل چل کے تھک گئی ہوں، تم اب جا کر سٹڈی کرو، میں تو اب سوؤں گی۔ صبح ملاقات ہوگی۔" اس نے رامیش کی گھورتی آنکھوں کے جواب میں مسکراہٹ بکھیری تو وہ بھی اس کے کترانے پر ہنس دیا۔

"اوکے فرینڈ، تمہیں تو بعد میں سمجھوں گا گڈ نائٹ۔"

"کیا سمجھو گے، تمہارا مطلب کیا ہے ہاں؟" وہ رک کر غرائی۔

"وقت آنے پر بتاؤں گا ابھی تو تم ہاتو گی نہیں ویسے ایک سپارکلنگ نیوز ہے تمہارے لیے لیکن تمہیں تو نیند آ رہی ہے، چلو پھر کبھی سہی۔" رامیش اس کے غصے کو تجسس میں بدلتے دیکھ کر محظوظ ہو رہا تھا۔

"کیا نیوز ہے جلدی سے بتاؤ کیا اولیس بھائی نے



CS CamScanner

کوئی لڑکی پسند کر لی ہے؟" ہیشا اس کے لہجے سے مسکرا گئی تھی۔ اس لیے اشتیاق سے پوچھ بیٹھی تھی۔

"اس بمباسٹک نیوز کی بلاسٹنگ میں تم ہی ملوث ہو کہو تو بتا دوں؟" رامیش نے اسے ڈرانے کی کوشش کی تو وہ اسے بازو سے پکڑ کر پورچ کی سیڑھیوں پر ہی بیٹھ گئی۔

"مجھے تمہارے غصے سے ڈر لگتا ہے۔ اس لیے ذرا دور ہو کر بیٹھتا ہوں اور دیکھو تم ناراض مت ہو جانا ورنہ۔" رامیش نے ذرا دور ہٹتے ہوئے اس کے تجسس کو مزید ہوا دی اس نے خبر سننے کے تجسس میں ناراض نہ ہونے کا وعدہ کر لیا۔

"رامیش تم بتاؤ تو سہی ریلی آئی پرامس یو میں ناراض نہیں ہونگی۔"

"وہ بات --- آئی مین نیوز یہ ہے کہ --- دیکھو یہ ذمہ داری مما نے میرے سر لگائی ہے اور مجھے تمہارے رویے سے ڈر لگتا ہے اس لیے۔"

ہیشا اس کی ایکٹنگ پر چڑ گئی۔

"بتانا ہے تو بتاؤ ورنہ میں جا رہی ہوں۔" وہ جان گئی کہ دھمکی کے بغیر کام نہیں چلے گا۔

"ا... ایک منٹ۔" رامیش نے اسے پکڑ کر بٹھایا اسے خود بھی برداشت نہیں ہو رہا تھا کہ اس سے بات چھپائی جائے۔

"سنو مما جانی نے مجھے خاص ہدایت کے ساتھ یہ ذمہ داری سونپی تھی کہ میں تمہیں بتا دوں کہ کل تمہارے دیدار کو کچھ اہم شخصیات قدم رنجہ فرما رہی ہیں۔ اس لیے ذرا ڈھنگ سے گھر میں رہنا۔ بالکل خالص مشرقی لڑکیوں کی طرح انڈر سٹینڈ۔" رامیش کی آنکھوں میں مچلتی شرارتوں کے باوجود اس پر حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔

"رامیش یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟"

"میں کچھ نہیں کہہ رہا ہوں مما جانی فرما رہی ہیں، سیدھی سی بات ہے اب وہ تمہاری ذمہ داری سے فارغ ہونا چاہتی ہیں۔"

رامیش کی سنجیدگی پر وہ سوچ میں پڑ گئی۔ زندگی کے اس موڑ کے بارے میں تو کبھی اس نے سوچا ہی نہیں تھا۔ کبھی ثوبان کے حوالے سے اس قسم کی باتوں نے دل میں ہلچل مچائی تھی، لیکن اس کے رویے کو دیکھتے ہوئے اس نے اپنے جذبات پر قابو پا لیا تھا۔

کافی دیر بعد وہ خود کو بولنے کے قابل کر پائی۔

"لیکن رامیش یہ کیسے ممکن ہے؟ میں ایسا کچھ نہیں چاہتی پلیز۔"

"تم ایگری ہو جاؤ گی تو سب کچھ ممکن ہے اور تم ایسا کیوں نہیں چاہتی ہو؟ کیا ابھی تک ان کی طرف سے میرا مطلب ہے اپنے ماموں کی طرف سے کسی قسم کی آس امید ہے کہ وہ تجدید بند حسن کریں گے۔" وہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔

"مجھے کیوں کسی سے آس امید ہوگی تم مجھ سے اس قسم کی باتیں مت کیا کرو۔" وہ ایکدم بھڑک اٹھی۔

"نہیں اگر ایسی کوئی بات دل کے کسی کونے میں ہے بھی تو دل سے نکال دو۔ مما جانی اور اویس بھائی نے تمہارے ماموں سے رابطے کے بعد ہی اس قسم کے اقدام کے بارے میں سوچا ہے۔ انہوں نے بخوشی مما کو اجازت اور اختیار دے دیا ہے کہ وہ کوئی مناسب لڑکا دیکھ کر تمہاری شادی کر دیں۔ تم بھی ذہن سے پچھلی ساری باتیں نکال کر نئی سمت چلنے کی تیاری کرو --- اوکے۔"

رامیش ایک دم سنجیدگی سے اسے بتانے اور سمجھانے لگا تھا۔ ہیشا کے پاس بھلا اب کہنے کے لیے بچا ہی کیا تھا۔ اس کے کون سے والدین سر پر موجود تھے۔ جو وہ اپنی مرضی چلاتی اور نہ ہی اتنی حقیر ہوئی تھی کہ زبردستی ثوبان شریح کے گلے پڑتی۔ اس کی بھی انا تھی، شخصیت تھی، جسے وہ اس طرح بے مول نہیں کر سکتی تھی۔ اپنے تمام خیالات جھٹک کر اٹھ کھڑی ہوئی، رامیش بھی اس کے

CamScanner

بھی اندر بڑھنے لگے۔

"مما کو تمہارا کیا جواب دوں؟" وہ اسے روکتے ہوئے بولا۔

"مجھے پھپھو جان کا ہر فیصلہ قبول ہے۔" میشا کے لہجے میں خود اعتمادی تھی۔

"تو پھر کل شام کو ہر فیصلے کے لیے تیار رہنا۔" رامیش شرارت سے ہنس دیا۔

اس کی شرارت پر میشا بھی مسکرا دی۔ اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے کمرے میں ہی لے آئی۔ وہ اپنے کسی طرزِ عمل سے ملال ظاہر نہیں کرنا چاہتی تھی اور پھر وہ مصلحت کی قائل تھی۔ رامیش اسے مسلسل شرارت سے دیکھ رہا تھا۔ لگتا ہے وہ اس سے کچھ اگلوانا چاہتا تھا۔

"رامیش وہ کون لوگ ہیں جو کل آ رہے ہیں؟" اس کے پوچھنے کی دیر تھی کہ رامیش نے کانوں کو ہاتھ لگا کر بڑی بوڑھیوں کی طرح کہنا شروع کیا۔

"توبہ توبہ کیسی بے شرم لڑکی ہو، اپنے بھائی سے اپنے ہونے والے سسرالیوں کا پوچھ رہی ہو، آنکھوں سے نیند کے ساتھ ساتھ شرم و حیا بھی اڑ گئی ہے۔ کیسا برا زمانہ آگیا ہے، ابھی کچھ دیر بعد یہ پوچھے گی کہ منسوب ہونے والے حضرت کا حلیہ کیسا ہے؟"

رامیش کے اس انداز پر میشا نے بیڈ پر بیٹھے ہوئے اس پر کشن اچھالا۔

"سنو تم صرف میرے بھائی ہی نہیں ہو میرے دوست، میرے دل و قریبی تو ہو، تم سے نہیں پوچھوں گی تو کس سے پوچھوں گی۔"

"روئے ہوئے ایمان سے آج مجھے یقین آیا ہے کہ میں تم سے ایک سال بڑا ہوں، ورنہ اب تک تو تمہارے نخرے برداشت کر کر کے میں خود کو چھوٹا محسوس کرنے لگا تھا، اچھا کیا یاد کروں گی سنو گھر والے تو چلو جیسے بھی ہوں گے تم گزارہ کر ہی لو گی۔ رہی بات تمہارے ہونے والے "دو" کی تو کا ہینڈ یور انفارمیشن تم ان سے مل چکی ہو۔" وہ کشن اچھالتے ہوئے بتانے لگے۔

"کیا۔۔۔؟ کب کہاں؟" میشا ایک دم چوکنا ہو گئی۔

"بہت دفعہ شاید اپنے گھر میں ہی تم گیس کرو۔"

"لیکن میں تو کتنے لوگوں سے مل چکی ہوں اب مجھے کیا معلوم کہ کون ہے؟" میشا نے بیچارگی سے کہا۔

"میں تمہارے ہونے والے کا حلیہ میرا مطلب ہے خاکہ پیش کرتا ہوں۔ تم گیس کرو تو سنو ڈیئر تمہارے طلبگار کی خصوصیات۔" اس کے گفتگو کے طرز پر میشا نے اسے گھورا تو اس نے ہنسنے کی ایکٹنگ کی۔

"ڈراؤ نہیں مجھے آرام سے سنو پھر نہ کہنا کہ میں نے نہیں بتایا تھا۔ ان حضرت کی تمام عادات تم سے مختلف ہیں۔ تم جو بڑے شوق سے گاتی ہو نہ تو یہ ان محترم کو بالکل پسند نہیں ہے۔ شادی کے بعد تمہیں سب چھوڑنا ہو گا۔ کھانا بالکل بند، نمبر دو تمہیں یہ بتانا بھی ضروری ہے کہ انہیں تمہارا اس طرح گھومنا پھرنا میرے اور سر جس کے ساتھ سڑکیں ناپنا، اٹکھیلیاں کرنا، آئس کریم کے لیے چھینا جھپٹی کرنا بہت ناگوار ہے۔ ہائی گھٹ کتنا بیک ورڈ انسان ہے۔ رئیلی میں نے تو مما کو منع بھی کیا تھا کہ ہماری میشا اتنی پابندیاں کیسے برداشت کرے گی وہ تو جب تک مجھ سے آئس کریم کے لیے لڑ جھگڑ نہ لے اس کا تو کھانا ہضم نہیں ہوتا، مگر مما نے میری سنی ہی نہیں انہیں تو وہ بڑی بڑی مونچھوں والا، چھوٹی چھوٹی سی آنکھوں والا گنجو بڑا پسند ہے وہ لوگ تو باقاعدہ رسم کرنے آ رہے تھے۔

میشا اس کی شرارت اچھی طرح سمجھتی تھی اس بار اس نے تکیہ اٹھا کر مارا۔

"بڑے بکواسی ہو، دیکھنا تمہاری دلہن دیکھو اسی قسم کی نہ ڈھونڈی تو نام بدل دینا۔" رامیش اس

کے چہرے پر ہنس رہا۔

"میں تو ارینج میرج پر یقین نہیں رکھتا' اپنا حال دیکھا تمہاری بچپن کی منگنی تمہارے کزن نے ذرا سی بات پر ختم کردی اور کوئی کچھ نہیں کر سکا' اس لیے میں تو لو میرج کروں گا۔" رامیض کی شرارت سمجھنے کے باوجود وہ سنجیدہ ہو گئی۔

"آئی ڈونٹ کیئر' لٹ میرے نزدیک بھی اس منگنی کی کوئی ویلیو نہیں تھی' ویسے بھی جو ہوتا ہے اچھے کے لیے ہی ہوتا ہے۔" رامیض کو اس کا پر اعتماد انداز مطمئن کر گیا۔ وہ سمجھ رہا تھا کہ عیشا اس قسم کی باتوں پر اپ سیٹ ہو جائے گی۔ اپنی زندگی میں ایک نئے موڑ کی طرف مڑنے پر ہزاروں آنسو بہاتے ہوئے تکیہ بھگو دے گی یا پھر عام سی لڑکیوں کی طرح ہونٹوں پر ہنسی سجا کر مگر آنکھوں میں نمی بسائے رخصت ہونے کی تیاری کرے گی' مگر وہ تو خاصی مطمئن لگ رہی تھی۔

اس کا سکون دیکھ کر رامیض نے اپنی گفتگو کا باقی حصہ پھر کبھی کے لیے اٹھا رکھا اور گڈ نائٹ کہتا اس کے کمرے سے نکل گیا۔ مگر عیشا اس کے کمرے سے نکلتے ہی وہی عام سی لڑکی بن گئی۔ اپنی ماں کے فیصلے کو دل و جان سے ماننے والی' ان کے باندھے بندھن کو دل ہی دل میں سراہنے والی' اپنے دل میں بسے پہلے نام کو حرف آخر اور انمٹ نقش سمجھنے والی لڑکی۔

تمام نفرتوں کو ختم کر محبتوں کو اجالنے والی لڑکی۔ مگر پھر اپنی بے بسی کا احساس ہوتے ہی وہ پھر سے اپنی انا میں مقید مضبوط لڑکی بن گئی تھی۔ اس نے اپنے بہتے آنسوؤں کو بڑی بے دردی سے ایک عزم سے پونچھا اور اپنی زندگی میں آنے والے شخص کے ساتھ سمجھوتوں کا سوچ کر سونے کی کوشش کرنے لگی۔

---

اگلی شام اسے دیکھنے کے لیے وہ خاص ہستیاں ان کے ڈرائنگ روم میں موجود تھیں۔ عیشا نے ... بھا

بہت ہی سادے لباس کا انتخاب کیا تھا۔ رامیض اسے بلانے آیا تو اس کی تیاری دیکھ کر پہلے تو ٹھٹکا اور پھر بگڑ اٹھا۔ وہ جارجٹ کے سکائی بلیو سوٹ میں سادے چہرے اور سیدھی چوٹی کے ساتھ باہر نکلنے کو تیار تھی۔

"یہ کیا۔۔۔ یہ حلیہ کیسا ہے تمہارا؟ تمہیں لوگ پسند کرنے آئے ہیں تمہارے کسی پروگرام کو ڈسکس کرنے نہیں آئے' چہرہ دیکھا ہے اپنا؟"

"بالکل ٹھیک حلیہ ہے میرا میں ایسے ہی جاؤں گی' اپنے چہرے پر کوئی ماسک نہیں چڑھاؤں گی۔ وہ مجھے میرے اسی حلیے میں پسند کریں گے تو ٹھیک ہے ورنہ کوئی زبردستی نہیں ہے اور یہ بھی سن لو کہ میں کوئی چائے وائے لے کر کسی ملازمہ کی طرح بھی نہیں جاؤں گی۔" وہ چیختے ہوئے بولی۔

رامیض اس کے لہجے پر حیران تھا۔ اس کی جذباتی کیفیت بھی سمجھ رہا تھا۔ پھر اس کا مزاج شناس بھی تھا۔ اسے بھی تکلیف دہ روایتیں پسند نہیں تھیں۔ مگر کچھ رسمیں زندگی کا حصہ بن چکی تھیں۔ اسے پیار سے سمجھاتے ہوئے باہر لاتے ہوئے لان کی طرف نکل آیا۔

"مائی ڈیئر یہ تو ہماری صدیوں پرانی روایات ہیں' لڑکی کتنی بھی ماڈ ہو جائے اسے اس موقع پر وہی پرانی' عام سی لڑکی بننا پڑتا ہے۔ ڈونٹ وری ہم تمہاری پسند کو ہی اول جانیں گے اگر وہ تمہیں پسند نہیں آیا تو تم ریجیکٹ کر دینا نیور مائنڈ۔"

"لیکن رامیض یہ کوئی انصاف ہے بھلا لڑکیوں کو غلام بنا کر یہ لوگ کتنے خوش ہوتے ہیں۔ ابتدا ہی غلامی و تابعداری سے ہوتی ہے۔ کسی ملازمہ کی طرح چائے لے کر جاؤ' تہذیب' تمیز' قرینے کا مظاہرہ کرو اور پھر ریجیکٹ یا سلیکٹ ہونے کا رزلٹ سنو۔ مجھ سے نہیں ہو گا یہ سب پلیز۔" وہ جھنجلاتے ہوئے بھڑک اٹھی۔

"تم اتنی قنوطی کیوں ہو رہی ہو۔ تمہارے ساتھ ایسی کوئی بچویشن نہیں ہوگی۔ میں نے تمہیں رات ہی بتایا تھا کہ تم انہیں اچھی طرح جانتی ہو۔ وہ تمہیں اپنی بیٹی بنا کر لے جائیں گے' تم موصوف کو بھی جانتی ہو مل چکی ہو اس سے۔"

"اچھا--- ایسا ہے تو یہ پھر تماشا کیا ہے۔ کون ہے وہ آخر؟" اس کا لب و لہجہ بہت تیکھا تھا۔

"اپنے سرجس کے بھائی--- آئی مین کزن میجر آورش حسن۔" رامیش کے لہجے میں شرارت تھی۔

"واٹ۔" میشا کو اپنی سماعت پر یقین نہیں آیا۔ وہ بھونچکا رہ گئی۔

"وہ نان سیریس مین جو میجر تو کہیں سے لگتا ہی نہیں --- تو۔" میشا کی نگاہوں میں سرجس کے کزن کا شوخ و چلبلا انداز و سراپا ابھر آیا۔ جو اپنے عہدے سے منسلک سنجیدگی و بردباری کا لحاظ کیے بنا ہی سب کو اپنی شوخیوں کا اسیر کر لیتا تھا۔

آورش حسن نے اسے اور سرجس کو گانا گانے پر مراثیوں کی جوڑی کا خطاب بھی دیا تھا۔ اسی دن سے سرجس اور وہ اس کے خلاف محاذ آرا ہو گئے تھے او راب وہ سن رہی تھی کہ وہ اس کا متمنی ہے۔ اس کے لیے پرپوزل بھیجا۔ اسے یقین نہیں آ رہا تھا۔

"وہجیئے تمہیں اس کے سیریس' نان سیریس ہونے سے کیا فرق پڑتا ہے؟ بڑا زندہ دل آدمی ہے' تمہارے لیے بہترین لائف پارٹنر ثابت ہوگا۔"

دل میں کہیں کسک سی اٹھی تھی۔

"پھپھو جان خوش ہیں یہ سب کر کے۔" اس نے سنبھل کر پوچھا۔

"وہ تو تمہاری خوشی میں خوش ہیں تم اندر چل کر پہلے دیدار تو کراؤ پھر کوئی فیصلہ ہوگا۔"

"تم پہلے جمیلہ سے چائے وغیرہ اندر بھجواؤ میں پھر جاؤں گی۔"

"اوہ چائے پی چکے ہیں وہ لوگ میں جب تمہیں بلانے آیا تھا تو تمہاری پہلی منگنی ڈسکس ہو رہی تھی۔" میشا نے پہلے اسے حیرت سے دیکھا پھر کچھ میں آنے کے بعد جج کر لوں۔

"میری سمجھ میں ایک بات نہیں آتی کہ یہ لوگ رشتہ کرتے وقت لڑکیوں کا ماضی کیوں کھنگالتے ہیں۔ اپنے ماضی سے بھی آنکھ نہیں کریں گے' خود خواہ وہ دس لڑکیوں سے افیئر چلایا ہو' اپنی بیوی کا ایک ایکس فیانسی برداشت نہیں ہوتا ان سے۔"

"یار لڑکیوں کے ویک پوائنٹس نوٹ کرنے کے لیے ماضی میں جھانکتے ہیں یہ سسرالی برادری' تاکہ لڑکیاں شیر نہ ہوں' ڈرتے ہیں' آج کل لڑکیوں میں بھی جیمز بونڈ گس ہوتے ہیں۔ یو ڈونٹ وری تمہاری ہونے والی سسرال تمہارے ویک پوائنٹ کو ڈس آن کر رہی تھی انہیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔"

"لونہہ ڈس آن--- سسرال قسم کی مخلوق کے پاس ڈس آن ورڈ کی کمی ہوتی ہے اور ان ایئر کی بہتات۔ دوسرے لفظوں میں یہ موقع سے کھیلنے کے عادی ہوتے ہیں۔ لڑکی بیچاری سے ذرا سی چوک ہوئی نہیں زمانے بھر کی خامیاں اس سے منسوب ہو جاتی ہیں۔" میشا کا جلا کٹا لہجہ اس کے اندر کی تلخی کو عیاں کر گیا تھا۔ رامیش کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ خوشبو کے تیز جھونکے نے دونوں کو چونکا دیا۔

سنی بڑی تیزی سے ان کی طرف آ رہا تھا۔ لائٹ براؤن سوٹ میں اس کی مردانہ وجاہت ہمیشہ کی طرح کھلی پڑ رہی تھی۔ وہ پورچ سے انہیں ادھر دیکھ کر اندر بڑھنے کے بجائے ان کی طرف آ گیا تھا اور آتے ہی وقاص کے بارے میں پوچھا۔

"وقی کہاں ہے؟ مجھے اس سے ضروری کام ہے۔" وہ مخاطب تو رامیش سے تھا مگر اس کی نگاہیں ہونق بنی میشا پر مرکوز تھیں۔

"وقاص بھائی تو اندر ڈرائنگ روم میں ہیں۔ ابھی ابھی میشا کے رشتے کے لیے کچھ گیسٹ آئے ہیں اس لیے وہ بھی وہیں ہیں۔ آپ آئیں بیٹھیں

"ہاں میں انہیں بلاتا ہوں۔" رامیش نے ٹھہرے ہوئے انداز میں لان چیئرز کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اسے اطلاع بم پہنچائی تو وہ مزید خفا ہو گیا۔

"ڈونٹ یو مین لٹ تو یہ کیسے ہو سکتا ہے میں نے ایسی کوئی پرمیشن نہیں دی تھی۔" اس کا بے ربط لہجہ رامیش کو بہت کچھ سمجھا رہا تھا مگر وہ انجان بنا کھڑا تھا۔

"عیشا تمہیں ابھی میرے ساتھ چلنا ہے میں تم سے کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔" دونوں ہی سنی کے برہم انداز پر ششدر رہ گئے۔ عیشا کو تو یقین ہی نہیں آرہا تھا کہ یہ لفظ سنی کی زبان سے ادا ہوئے ہیں۔ وہ خود میں ایک لفظ بولنے کی سکت بھی نہیں پارہی تھی۔

"یہ آپ کے ساتھ کیوں جائے گی اندر جو گیسٹ ہیں وہ اس کی ہونے والی سسرال ہے جو صرف اسے دیکھنے اس سے ملنے آئے ہیں۔ آپ اسے کہاں لے جانا چاہتے ہیں اور کس رشتے کے تحت؟" رامیش نے سنجیدگی سے کہتے ہوئے عیشا کو اندر جانے کا اشارہ کیا۔ مگر اس سے ایک قدم اٹھانا بھی دوبھر ہو رہا تھا۔ سنی اس کی وضاحت اور انکار سنتے ہی بھڑک اٹھا۔

"مائی فٹ میں نے وکی کو صبح فون کر دیا تھا کہ عیشا سے میری بچپن میں منگنی ہوئی تھی اور میں کبھی برداشت نہیں کرتا کہ میری ملکیت پر کوئی غلط نگاہ بھی ڈالے پھر یہ تماشا کیا ہے؟" وہ غصے میں آؤٹ آف کنٹرول ہو گیا اور عیشا اس کے اس انکشاف پر حیران ہو رہی تھی۔ دل میں سوئے جذبے جاگ رہے تھے۔

"آپ اس رشتے سے بہت پہلے دستبردار ہو چکے ہیں ہم نے آپ کے والدین سے اجازت لے کر ہی یہ قدم اٹھایا ہے۔" رامیش کا تو آج انداز ہی بدلا ہوا تھا۔

"میں نے ایسا کوئی اعلان نہیں کیا تھا۔" سنی صاف مکر گیا۔

"نہ ہی میرے والدین نے مجھ سے مشورہ کر کے اجازت دی ہے۔ وقت سے بہت پہلے جو باتیں ہوئی تھیں مجھے ان پر غصہ ضرور تھا مگر اس کا مقصد یہ ہرگز نہیں تھا کہ آپ سب کا جہاں جی چاہے قسمتوں کے فیصلے کرنے بیٹھ جائیں۔ زندگی کوئی کھیل ہے نہ مذاق کہ جب جی چاہا کھیل لیا اور جب دل میں آیا چھوڑ دیا۔" گم صم کھڑی عیشا کا جائزہ لیا۔ اس کے لہجے میں لچک آگئی۔

"بہت سوچ بچار کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ مجھے اپنی پھپھو اور پاپا کے فیصلے اور خواہش کا احترام کرنا چاہیے مجھے یقین ہے عیشا ابھی میری اس بات سے متفق ہوگی۔" عیشا کے تمام حواس جاگ اٹھے۔ رامیش نے اسے ٹہوکا دیا۔

"تم بھی تو کچھ بولو یا اپنی رائے محفوظ رکھو گی۔" اس کے اندر بھی لفظوں کا طوفان ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔ احساسات پر جمی برف تیزی سے پگھل رہی تھی۔ اس نے پلکیں اٹھا کر ثوبان شرع کو دیکھا تو وہ بالکل ہی بدلا ہوا تھا۔ اس کی آنکھوں میں کچھ تھا۔ ایسی تو کچھ ہی چمک۔ جس سے نہ صرف وہ گنگ رہ گئی بلکہ ٹھاٹھیں مارتا طوفان بھی رخ بدل گیا۔ رامیش کے دوبارہ ٹوکنے پر وہ بس اتنا ہی کہہ پائی تھی۔

"مجھے اپنی ماں کے فیصلے اور خواہش پر کبھی اعتراض نہیں تھا اور نہ ہی ہمارے معاشرے میں لڑکیوں کو یہ اختیار دیا جاتا ہے کہ وہ بڑوں کے ہوتے ہوئے اپنی مرضی چلا سکیں۔ ابھی بھی اپنے سارے حقوق و اختیارات اپنی پھپھو کو سونپ چکی ہوں۔ وہ جو فیصلہ کریں گی مجھے منظور ہوگا۔"

یہ کہنے کے ساتھ ہی جیسے ہی پلٹ کر وہ واپس جانے لگی اپنے سامنے پھپھو اور بھائیوں کے ساتھ آنسہ شرع اور اپنے ماموں شرع حسام کو دیکھ کر ٹھٹک کر رک گئی۔ سب ہی اس کی بات سن چکے تھے۔

"میرا خیال ہے بچے خود فیصلہ کر چکے ہیں۔"



CS CamScanner

باپ کے کہنے پر سنی سنبھل گیا۔

"یس پاپا فیصلہ ہو گیا ہے میں عیشا کے ساتھ شادی کرنے پر تیار ہوں اور عیشا کو بھی یقیناً اعتراض نہیں ہوگا۔ کیونکہ ہم دونوں ہی اپنے بڑوں سے محبت کرتے ہیں۔ مگر آپ سب یہ بات ضرور یاد رکھیں کہ بچپن میں باندھے گئے بندھن اور سنجوگ بڑے دکھ دیتے ہیں۔ نا سمجھی میں یا اپنی ذات کے لیے کیے گئے وعدے آپ کی اولاد کو سوائے کرب اور اذیت کے اور کچھ نہیں دے سکتے۔ جب آپ لوگ اپنی اولاد کو نئی دنیا خود دیکھنے کی اجازت دے دیتے ہیں تو پھر انہیں اپنی زندگی کا اہم فیصلہ کرنے کا اختیار بھی دینا چاہیے۔ سنجوگ کے فیصلے وہی مضبوط اور پائیدار ہوتے ہیں جو دو فریقین کی باہمی رضا سے طے ہوں۔ ان کی مرضی' انکار' ان کی شخصی آزادی کو قید کرنے کا حق نہیں ہے آپ لوگوں کے پاس مگر۔"

سنی انہیں بہت کچھ سمجھانا چاہتا تھا لیکن رامیض اپنی عادت سے باز نہیں رہ سکا۔ بڑوں کے درمیان میں ہی سنی بات کاٹ کر بولا۔

"بڑوں کا وقت گزر چکا ہے۔ اب تو آپ کو آنے والی نسل کی باگ ڈور سنبھالنی ہے۔ یہی باتیں خود کو سمجھاتے رہیے۔" عیشا کے علاوہ سب ہی مسکرا دیئے۔ عیشا کسی پریشانی میں گھری تھی فوراً بولی۔

"رامیض اندر جو گیسٹ بیٹھے ہیں وہ کیا سوچتے ہوں گے؟" عیشا نے آہستہ سے رامیض کے کان میں کہا اور رامیض نے اس کی بات اونچی آواز میں نشر کی۔ سب ہی کھلکھلا دیئے۔ سنی بھی ساری صورت حال سمجھ گیا تھا۔

"وہ مہمان تو ہم ہی ہیں۔ ہم دوبارہ تمہیں اپنے بیٹے کے لیے مانگنے آئے تھے۔ ہم جانتے تھے سنی ضرور اعتراف کرنے آئے گا۔ ہم یہی دیکھنا چاہتے تھے۔" آنسہ شریع کا نرم و گداز محبت بھرا لہجہ اس کے اندر ہلچل مچانے لگا۔ وہ پہلے بھی اس کے خلاف نہ تھی بس وقتی طور پر اپنی ممانی کی باتوں میں آگئی تھی۔

عیشا کو یقین نہیں آ رہا تھا اس کے دل کی مراد بر آئی تھی۔ ثوبان شریع اس کے دل پر قائم بنے نقش تھا جسے مٹانا آسان نہیں تھا۔ آنسہ شریع نے بڑھ کر اسے گلے لگایا۔ وہ بے تحاشہ رو دی۔

"تو نسوں یہ کیا کر رہی ہو یہ آنسو اپنی رخصتی کے لیے بچا کر رکھو اور اتنا یاد رکھو جس کے گلے لگ کر تم رو رہی ہو یہ تمہاری ساس ہیں تمہیں لے کر جائیں گی۔" رامیض نے اس کے کان میں گھس کر اعلانیہ سرگوشی کی۔ وہ ایکدم جھینپ کر مما کو مارنے کو لپکی تو رامیض کے دھوکے میں سنی کو اس کی دھپ پڑ گئی جس سے سبھی محظوظ ہوئے۔

"تو جی سنی بھائی بدلے لینے شروع کر دیئے ہیں' اپنی خیر منائیں بس بڑی خونخوار لگی ہے۔" رامیض نے اپنی مما کے پیچھے سے گردن نکال کر ہانک لگائی تو عیشا اس کی طرف بڑھی دو قدم بڑھا کر ہی رک گئی سنی کہہ رہا تھا۔

"ڈونٹ وری میں بعد میں حساب برابر کر لوں گا۔ میں بھی ادھار رکھنے والوں میں سے نہیں ہوں۔" سنی کا ہنسی کا جلترنگ اسے وہاں سے بھاگنے پر مجبور کر گیا۔ رامیض کے قہقہے اس کے پیچھے تک رہے۔ اس نے اپنے کمرے میں آکر ہی دم لیا۔ البتہ اس کے کان ان کی آہٹوں پر ہی تھے۔ رامیض کی تیز آواز اس کی سماعت تک رسائی رکھتی تھی وہ عیشا کے سوال والے کس زور و شور سے سنا رہا تھا۔ مگر اب اسے کوئی پروا نہیں تھی۔ دل میں چبھی پھانس نکل گئی تھی۔ آج اسے لگ رہا تھا کہ بھری دنیا میں وہ تنہا نہیں ہے۔ سب بھی اس کے ہیں۔ خصوصاً ثوبان شریع جس سے اس کا دل آباد تھا اور اب تو زندگی کی شاہراہ بھی اسی سے روشن ہونے والی تھی۔

☆☆